بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

شمارہ 19

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

10 شوال 1443 ہجری قمری • 12 ہجرت 1401 ہجری شمسی • 12 مئی 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلۡ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ كَتَبَ رَبُّكُمۡ عَلٰى نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنۡ عَمِلَ مِنۡكُمۡ سُوۡٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَصۡلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ

(سورۃ الانعام:55)

ترجمہ: اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو (ان سے) کہا کر تم پر سلام ہو (تمہارے لئے) تمہارے ربّ نے اپنے اوپر رحمت فرض کردی ہے۔ (یعنی) یہ کہ تم میں سے جو کوئی جہالت سے بدی کا ارتکاب کرے پھر اسکے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو (یادرکھے کہ) وہ (یعنی اللہ) یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6 مئی 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

زندہ رسول ابدالآباد کیلئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

نادان اور بداندیش مخالفوں نے اس علم پر کبھی غور نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر اعتراض کیا ہے۔ مگر افسوس ہے اُن آنکھ بند کر کے اعتراض کرنے والوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ جس قدر معجزات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئے ہیں، دنیا میں کل نبیوں کے معجزات کو بھی اگر اُن کے مقابلہ میں رکھیں، تو میں ایمان سے کہتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بڑھ کر ثابت ہوں گے۔ قطع نظر اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے اور قیامت تک اور اس کے بعد تک کی پیشگوئیاں اس میں موجود ہیں۔ سب سے بڑھ کر ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا یہ ہے کہ ہر زمانہ میں اُن پیشگوئیوں کا زندہ ثبوت دینے والا موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بطور نشان کھڑا کیا اور پیشگوئیوں کا ایک عظیم الشان نشان مجھے دیا تا میں اُن لوگوں کو جو حقائق سے بے بہرہ اور معرفت الٰہی سے بے نصیب ہیں، روزِ روشن کی طرح دکھادُوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کیسے مستقل اور دائمی ہیں۔

کیا بنی اسرائیل کے بقیہ یہود یا حضرت مسیح علیہ السلام کو خُداوند خُداوند پکارنے والے عیسائیوں میں کوئی ہے جو ان نشانات میں میرا مقابلہ کرے۔ میں پکار کر کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ پھر یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداری معجزہ نمائی کی قوت کا ثبوت ہے کیونکہ یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ نبی متبوع کے معجزات ہی وہ معجزات کہلاتے ہیں، جو اس کے کسی متبع کے ہاتھ پر سرزد ہوں۔ پس جو نشانات خوارق عادات مجھے دیئے گئے ہیں، جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے، یہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ معجزات ہیں اور کسی دوسرے نبی کے متبع کو یہ آج فخر نہیں ہے کہ وہ اس طرح پر دعوت کر کے ظاہر کردے کہ وہ بھی اپنے اندر اپنے نبی متبوع کی قُدسی قوت کی وجہ سے خوارق دکھا سکتا ہے۔ یہ فخر صرف اسلام کو ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ رسول ابدالآباد کیلئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں، جن کے نفوس طیبہ اور قوت قدسیہ کے طفیل سے ہر زمانہ میں ایک مرد خدا خدانمائی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 373، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت سعد بن ربیعؓ کا جذبۂ ایثار

(2048) حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں: جب ہم مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اور سعدؓ بن ربیع کو آپس میں بھائی بھائی بنادیا تو سعدؓ بن ربیع نے کہا: مَیں انصار میں سے زیادہ مالدار ہوں۔ سو مَیں تقسیم کر کے نصف مال آپؓ کو دے دیتا ہوں اور دیکھئے میری دو بیویوں میں سے جونسی آپؓ پسند کریں، مَیں آپؓ کیلئے اُس سے دستبردار ہوجاؤں گا۔ جب اُس کی عدت گذر جائے تو اُس سے آپؓ نکاح کرلیں۔ راوی کہتا ہے کہ (یہ سن کر) حضرت عبد الرحمنؓ نے ان سے کہا: مجھے اِس کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیا یہاں کوئی منڈی ہے جس میں تجارت ہوتی ہو؟ تو انہوں نے کہا قینقاع کی منڈی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت عبد الرحمنؓ یہ معلوم کر کے صبح سویرے وہاں گئے اور پنیر اور گھی لے آئے۔ راوی نے کہا: پھر اِسی طرح ہر صبح آپؓ وہاں منڈی میں جاتے رہے۔ ابھی کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ حضرت عبد الرحمنؓ آئے اور اُن پر زعفران کا نشان تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا آپؓ نے شادی کرلی ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: کس سے؟ کہا: انصار کی ایک عورت سے۔ فرمایا: کتنا مہر دیا ہے؟ عرض کیا: ایک گٹھلی برابر سونا یا (یہ کہا کہ) سونے کی گٹھلی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن سے فرمایا: ولیمہ کرو خواہ ایک بکری کا ہی سہی۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب البیوع، مطبوعہ 2008ء قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 22 اپریل 2022ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ آسٹریلیا 2013ء
مجلس عاملہ انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کی حضور انور سے ملاقات
پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ بنگلہ دیش
خلاصہ خطبہ عید الفطر حضور انور فرمودہ 2 مئی 2022ء
خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب | وصایا
ذکر خیر و اعلانات | نماز جنازہ حاضر و غائب
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تمہارے لئے چارپایوں میں بھی یقیناً نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ موجود ہے، کیا تم دیکھتے نہیں کہ اُن کے گوبر اور خون کے درمیان سے ہم تمہیں پینے کیلئے پاک اور صاف دُودھ مہیا کرتے ہیں جو پینے والوں کیلئے خوشگوار ہوتا ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ نحل آیت 67 وَاِنَّ لَكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً ؕ نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهٖ مِنۡۢ بَيۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یہ فرما کر چارپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت ہے کیا لطیف بات بیان فرمائی ہے۔ چارپائے غذا کے طور پر بھی کام آتے ہیں۔ ان میں سے دودھ بھی لیا جاتا ہے۔ ان کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اَنعام اسباب اٹھانے کے بھی کام آتے ہیں۔ عرب میں زیادہ تر اونٹ اس کام آتے تھے کیونکہ وہاں گائے بیل کم ہوتے ہیں لیکن دوسرے ملکوں میں بیل بھی بوجھ اٹھا کر لے جانے میں بہت مدد دیتے ہیں۔ رہ گئیں بکریاں اور بھیڑیں سو بعض پہاڑی ملکوں میں ان سے بھی اسباب اٹھانے کا کام لیا جاتا ہے خصوصاً جبکہ سفر اونچے پہاڑوں کا ہو تو ان جانوروں پر تھوڑا تھوڑا اسباب لاد کر گلّے پالنے والے کرایہ کا فائدہ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ مَیں نے کانگڑہ میں دیکھا ہے کہ لاہول کے پہاڑوں پر سے آنے والے گڈریے اپنے اسباب کثرت سے بھیڑوں پر لاد کر لاتے ہیں۔ سینکڑوں بھیڑوں پر دس دس، بیس بیس سیر اسباب لدا ہوا عجیب لطف دیتا ہے۔ پس سب اَنعام ہی اسباب اٹھانے کا کام دیتے ہیں۔ پس عِبۡرَة کا لفظ جو عُبُور سے نکلا ہے جس کے معنے سفر کے بھی ہوتے ہیں اسے استعمال کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جانوروں سے سفروں میں کام لیتے ہو وہ تم کو اور تمہارے اسباب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ تک لے جاتے ہیں مگر ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ یعنی اپنے ذہنوں کے سفر میں ان سے مدد نہیں لیتے اور ان کی حالت پر غور کر کے اس زیر بحث مسئلہ میں جہالت کے ملک سے علم کے ملک کی طرف سفر نہیں کرتے......

وہ عبرۃ کیا ہے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے وہ خود ہی اگلے الفاظ میں بیان فرمادی ہے اور وہ یہ ہے کہ چارپائے گھاس پتے کھاتے ہیں جس سے گوبر بنتا ہے پھر گوبر میں سے ایک حصہ خون بنتا ہے اور اس خون کا ایک حصہ دودھ بن جاتا ہے جسے انسان مزے لے کر پیتا ہے اور وہ ایسا خالص ہوتا ہے کہ کوئی نفاست پسند انسان بھی اس کے پینے میں کراہت محسوس نہیں کرتا حالانکہ دُودھ پہلے خون تھا اور خون اس فضلہ سے بنتا ہے جو غذا سے جانور کے معدہ میں تیار ہوتا ہے اور وہاں سے انتڑیوں میں جا کر باریک عروق کے ذریعہ سے دل کی طرف لے جایا جاتا ہے جہاں جاتے ہی وہ خون بن جاتا ہے اور خون تھنوں میں آکر دودھ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اس آیت میں اس مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہی گھاس اور پتے جن کو انسان استعمال نہیں کر سکتا جانور کے پیٹ میں جا کر گوبر بنتے ہیں اور اس سے خون بنتا ہے اور اس سے دودھ۔ اور وہ دودھ خالص ہوتا ہے کوئی گندگی اس میں نہیں ہوتی اور پینے میں مزہ دار ہوتا ہے۔ اس گھاس کو انسان اس جانور سے باہر دودھ کی شکل میں تبدیل نہیں کر سکتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کو لے کر جانور کے ذریعہ سے دودھ بنا دیتا ہے اس سے انسانوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ وہی فطرتی تعلیم جس پر چل کر انسان یقین کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا اور ہزاروں گند اور نقص اس میں پائے جاتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی روحانی مشین میں سے گذرتی ہے تو مصفی دودھ کی طرح ہوجاتی ہے جس سے کسی قسم کا نقصان روحانی صحت کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ ہر طرح فائدہ پہنچتا ہے۔ پس جانوروں کے اندر جو دودھ بنتا ہے اس سے یہ لوگ کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے اور نہیں سمجھتے کہ انسان کی سچی غذا فطرت کے میلان تب ہی بن سکتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ان کو روحانی دودھ کی شکل میں بدل دے اور یہ کام انسان خود نہیں کر سکتا۔ جو گھاس کو دودھ میں تبدیل نہیں کر سکتا وہ فطرت کے ان گھڑے جذبات کو اعلیٰ تعلیم میں کب تبدیل کر سکتا ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد چہارم، صفحہ 190، مطبوعہ 2010 قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرٌّ مَا فِی الْعَالَمِ ✿ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

ایک ہزار روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج

اگر کوئی یہ ثابت کر دے کہ جس قدر آریہ سماجی برٹش انڈیا میں موجود ہیں اُن میں سے پانچ فیصدی ایسے ہیں جو چاروں وید سنسکرت میں جانتے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ”نسیم دعوت“ رُوحانی خزائن جلد 19 سے پیش کر رہے ہیں۔ 1903 کے شروع میں قادیان کے کچھ نومسلم آریہ دوستوں نے نہایت اخلاص اور ہمدردی کے جذبہ کے تحت ایک اشتہار بعنوان ”آریہ سماج اور قادیان کا مقابلہ“ شائع کیا۔ اور نہایت حلم اور بُردباری سے آریوں ہندوؤں اور سکھوں کو دعوت دی کہ باہمی اتفاق سے کوئی ایسی راہ اختیار کی جائے اور کوئی ایسا طریق اپنایا جائے جس سے پتا چل سکے کہ کون سا مذہب حق پر ہے۔ ان نومسلموں نے اس تعلق میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی مشورہ نہیں کیا اور اپنے طور پر اشتہار شائع کر دیا۔ قادیان کے آریہ سماجیوں نے خیال کیا کہ اس اشتہار کی اشاعت میں ضرور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ہاتھ ہوگا۔ چنانچہ اُنہوں نے اس کے جواب میں ”کادیانی پوپ کے چیلوں کی ایک ڈینگ کا جواب“ کے عنوان سے اشتہار شائع کیا۔ عنوان سے ہی سمجھا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنا پورا غصہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نکالا۔ اور صرف یہیں تک بس نہیں کی بلکہ اس سے آگے بڑھ کر پیارے آقا سرکارِ دو عالم سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی گالیاں نکالیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس تحریر کا جواب لکھ

”آج آریہ سماج قادیان کی طرف سے میری نظر سے ایک اشتہار گزرا جس پر 7 فروری 1903 تاریخ لکھی ہے اور مطبع چشمہ نور پریس امرتسر میں چھپا ہے جسکا عنوان اشتہار پر یہ لکھا ہے ”کادیانی پوپ کے چیلوں کی ایک ڈینگ کا جواب“ اس اشتہار میں ہمارے سیّد و مولیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور میری نسبت اور میرے معزز احبابِ جماعت کی نسبت اسقدر سخت الفاظ اور گالیاں استعمال کی ہیں کہ بظاہر یہی دل چاہتا تھا کہ ایسے لوگوں کو مخاطب نہ کیا جاوے مگر خدا تعالیٰ نے اپنی وحی خاص سے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس تحریر کا جواب لکھ اور مَیں جواب دینے میں تیرے ساتھ ہوں۔ تب مجھے اس مبشر وحی سے بہت خوشی پہنچی کہ جواب دینے میں مَیں اکیلا نہیں۔ سو مَیں اپنے خدا سے قوت پا کر اُٹھا اور اُسکی رُوح کی تائید سے مَیں نے اس رسالہ کو لکھا اور جیسا کہ خدا نے مجھے تائید دی مَیں نے یہی چاہا کہ ان تمام گالیوں کو جو میرے نبی مطاع کو اور مجھے دی گئیں نظر انداز کر کے نرمی سے جواب لکھوں اور پھر یہ کاروبار خدا تعالیٰ کے سپرد کر دوں۔“ (نسیم دعوت رُوحانی خزائن جلد 19 صفحہ 363)

جماعت کو نصیحت کہ ہر ایک سختی کی برداشت کرو ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو

نہ صرف یہ کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان گالیوں کو حوالہ بخدا کرتے ہوئے نہایت نرمی اور شائستگی سے اشتہار کا جواب تحریر فرمایا بلکہ آپؑ نے اپنی جماعت کو بھی اسی چیز کی نصیحت فرمائی۔ آپؑ نے فرمایا :

مَیں کہتا ہوں کہ اگر تم ان گالیوں اور بدزبانیوں پر صبر نہ کرو تو پھر تم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہوگا ......سو خبردار رہو نفسانیت تم پر غالب نہ آوے، ہر ایک سختی کی برداشت کرو ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جاوے۔ تمہیں چاہئے کہ آریوں کے رشیوں اور بزرگوں کی نسبت ہرگز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو تا وہ بھی خدائے قدوس اور اس کے رسول پاک کو گالیاں نہ دیں کیونکہ ان کو معرفت نہیں دی گئی اس لئے وہ نہیں جانتے کہ کس کو گالیاں دیتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ہر ایک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے، ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈہ ہوتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم رُوح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے اور آسمان پر تم دنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے اور تمہاری عمریں بڑھائی جائیں گی۔ تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو اور چاہئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہارے کلام پر کچھ رنگ نہ ہو، تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے۔ حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پھیلاتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ تا سامعین کے لئے موجب ملال نہ ہوں۔ (ایضاً صفحہ 364)

آریوں نے اس اشتہار میں یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ جو آریہ احمدی ہوئے ہیں اُنہیں چاہئے تھا کہ پہلے چاروں ویدوں کا مطالعہ کرتے اور پھر اسلامی تعلیم سے اس کا موازنہ کرتے پھر اگر اسلام کو سچا سمجھتے تو بے شک مسلمان ہو جاتے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

جو لوگ آریہ بنے انہوں نے کس سے وید پڑھا؟ وہ پہلے اپنا ویدخوان ہونا ثابت کریں

”اب ہم آریہ صاحبوں کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں جو انہوں نے اپنے اشتہار میں ہماری جماعت کے نومسلم آریوں پر کیا ہے اور وہ یہ کہ یہ مسلمان ہونا ان کا تب صحیح ہوتا کہ اول وہ چاروں وید پڑھ لیتے اور پھر ویدوں کے پڑھنے کے بعد چاہئے تھا کہ وہ آریہ دھرم کا اسلام سے مقابلہ کرتے اور پھر اس قدر تحقیق و تفتیش کے بعد اگر اسلام کو حق دیکھتے تو مسلمان ہو جاتے سو واضح ہو کہ ہمارے نومسلم آریہ جہاں تک حق تحقیق کا ہے سب کچھ ادا کر کے مشرف باسلام ہوئے ہیں باقی رہا یہ اعتراض کہ انہوں نے چاروں وید کب پڑھے ہیں یہ اعتراض اس صورت میں ہو سکتا تھا کہ جب اعتراض کرنے والے اپنے ویدخوان ہونے کا ثبوت دیتے افسوس کہ انہوں نے اعتراض کرتے وقت انصاف اور خدا ترسی سے کام نہیں لیا بھلا اگر انہوں نے سچائی کی پابندی سے یہ اعتراض پیش کیا ہے تو ہمیں بتلاویں کہ ان میں سے وہ تمام لوگ رام رام کرنے والے جو سناتن دھرم پر قائم تھے اور پھر چند سال سے وہ آریہ بنے انہوں نے کس پنڈت سے وید پڑھا ہے کیونکہ اگر مذہب کی تبدیلی کیلئے پہلے ویدوں کا پڑھ لینا ضروری شرط ہے تو اس شرط سے آریہ کیونکر باہر رہ سکتے ہیں۔ (ایضاً صفحہ 367)

پورے ہندوستان میں معدودے چند جن کو انگلیوں میں گن سکتے ہیں وید جانتے ہونگے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

جو اعتراض ان آریہ صاحبوں نے نومسلم ہندوؤں پر کیا ہے وہی اعتراض ان پر بھی ہوتا ہے کیونکہ ایک زمانہ تو وہ تھا کہ وہ رام چندر، کرشن اور دیگر اوتاروں کو پرمیشر جانتے تھے مورتی پوجا کو وید کی ہدایت سمجھتے تھے اور سب سے زیادہ یہ کہ ویدانت کے اصول کے موافق اپنے تئیں پرمیشر میں سے نکلے ہوئے خیال کرتے تھے اور پھر آریہ بننے کے بعد وہ سب خیالات پلٹ گئے اور بجائے اس کے کہ پرمیشر میں سے نکلے ہوں انادی اور غیر مخلوق کہلا کر خود قدیم اور پرمیشر کے شریک بن گئے۔ پس کیا اس قدر انقلاب کے لئے حسب عقیدہ ان کے یہ ضرور نہ تھا کہ ہر ایک فرد اُن میں سے اوّل چاروں وید پڑھ لیتا پھر اپنے قدیم مذہب سناتن دھرم کو چھوڑتا اور آریہ سماج میں داخل ہوتا۔ پس اگر قادیان کے آریہ سماجیوں نے نومسلم آریوں پر اعتراض کرنے کیوقت جھوٹ اور حق پوشی سے کام نہیں لیا تو ہمیں دکھلاویں کہ ان کی جماعت آریوں میں کتنے وہ لوگ ہیں جن کو رگ اور یجر اور شام اور اتھربن وید سب کنٹھ ہیں اگر اس بات میں وہ سچے نکلے کہ اپنی سب جماعت انہوں نے ویددان ثابت کر دی تو کم سے کم ہم ان کو شریف آدمی مان لیں گے جنہوں نے اپنے اعتراض میں کسی ایسی جھوٹی بات کو پیش نہیں کیا جس کے آپ وہ پابند نہیں تھے۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ یہ تمام مجمع قادیان والوں کا ایک بازاری دوکان نشینوں کا مجمع ہے جن میں سے کوئی ساہوکارہ کا شغل رکھتا ہے اور کوئی بزازی کرتا ہے اور کوئی نون تیل کی دوکان رکھتا ہے اور جہاں تک ہم کو علم ہے ان میں سے ایک بھی ویددان نہیں پس کیا ان لوگوں کے مقابل پر وہ شریف نومسلم آریہ جاہل کہلا سکتے ہیں جو بعض ان کے بی۔اے تک تعلیم یافتہ ہیں اور انگریزی اور اُردو ترجمے ویدوں کے پڑھتے ہیں اور دن رات دین کی تعلیم پاتے ہیں۔

پھر ماسوا اس کے یہ ہمارا دعویٰ صرف قادیان تک محدود نہیں بلکہ ہم اس امر کی پوری اطلاع رکھتے ہیں کہ ہر ایک شہر اور قصبہ کا آریہ سماج اکثر ایسے ہی ذخیرہ سے بھرا ہوا ہے اور یہ خیال ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جن لوگوں نے سناتن دھرم کو الوداع کہہ کر باوجود سخت اختلاف کے آریہ سماجی بننا قبول کیا ہے پہلے وہ اپنے گھر سے چاروں وید پڑھ کر آئے تھے بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ تمام پنجاب اور ہندوستان میں بجز معدودے چند جن کو انگلیوں پر گن سکتے ہیں تمام مجموعہ آریوں کا ایسا ہی ہے کہ ہر ایک دوکاندار یا ساہوکار نے آریوں میں نام لکھا رکھا ہے اور خود بجز بڑے پیٹ اور لمبی موچھوں اور دوکان کے حساب کے اور کچھ یاد نہیں۔

ایک ہزار روپے کا پُرشوکت انعام، اگر پانچ فیصدی آریہ وید سنسکرت میں جانتے ہوں

اور یہ باتیں میری بے تحقیق نہیں بلکہ مَیں آریہ صاحبوں کو ہزار روپیہ بطور انعام دینے کو طیار ہوں اگر وہ میرے پر ثابت کر دیں کہ جس قدر ان کی فہرست میں مرد و زن آریہ درج ہیں یا یوں کہو کہ جس قدر آریہ سماجی کہلانے والے مرد ہوں یا عورات ہوں برٹش انڈیا میں موجود ہیں فیصدی اُن میں سے پانچ ایسے پنڈت پائے جاتے ہیں جو چاروں وید سنسکرت میں جانتے ہیں اگر چاہیں تو میں کسی سرکاری بینک میں یہ روپیہ جمع کرا سکتا ہوں۔ اب بتلاؤ کہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت اگر حیا اور سچائی سے کام لیا جاتا تو ایسے اعتراضات کی کیا ضرورت تھی جو خود آریہ سماج پر ہی وارد ہوتے ہیں۔ (ایضاً صفحہ 368 تا 370)

پس جبکہ آریہ سماجی بننے کی یہ کیفیت ہے تو پھر کون ایسے تعلیم یافتہ نومسلم آریوں پر اعتراض کر سکتا ہے جو اوّل ہندو تھے اور پھر سناتن دھرم اور آریوں کے اصولوں کو خوب معلوم کر کے اور اسکے مقابل پر اسلام کے اصول دیکھ کر اور سچائی اور عظمت الٰہی ان میں مشاہدہ کر کے مشرف باسلام ہو گئے محض خدا کے لئے دُکھ اُٹھائے اور بیویوں بھائیوں عزیزوں سے الگ ہوئے اور قوم کی گالیاں سنیں۔ اِن نومسلم آریوں کے تبدیل مذہب کو غرض نفسانی پر محمول کرنا یہ طعن ہندوؤں کا کچھ نیا نہیں بلکہ قدیم سے اس مذہب کے متعصب لوگوں کی عادت ہے کہ جب کوئی اور معقول جواب نہیں آتا تو یہی کہہ دیا کرتے ہیں کہ مال کیلئے یا کسی عورت کیلئے ہندو مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ کروڑہا ہندو جو مسلمان ہو گئے وہ مسلمان بادشاہوں کے جبر سے ہوئے تھے۔ (ایضاً صفحہ 370)

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

’’مختصر خلاصہ ہماری تعلیم کا یہی ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا کی طرف لگا دے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

رمضان المبارک کی مناسبت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاداتِ مبارکہ کی روشنی میں جماعت کو خالص تقویٰ کے حصول کی نصیحت

’’اسلام کا کمال تو تقویٰ ہے جس سے ولایت ملتی ہے، جس سے فرشتے کلام کرتے ہیں، خدا تعالیٰ بشارتیں دیتا ہے‘‘

’’حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی، حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے‘‘

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22 /اپریل 2022ء بمطابق 22 /شہادت 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

آج کل ہم رمضان کے مہینے سے گزر رہے ہیں اور تقریباً دو عشرے ختم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر مومن اس مہینے میں یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس مہینے کے فیض سے حصہ لے۔ اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت کے حکم میں شروع میں ہی روزے کا یہ مقصد بیان فرمایا ہے کہ روزے تم پر اس لیے فرض کیے گئے ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

پس روزوں اور رمضان کے فیض سے ہم تبھی حصہ پا سکیں گے جب ہم روزوں کے ساتھ اپنے تقویٰ کے معیار بھی بلند کرنے والے ہوں گے۔ ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ، حدیث 7492) کیا صرف نام کا روزہ رکھنا ہی ہمارے لیے کافی ہے؟ سحری اور افطاری کرنا ہی کافی ہے؟ کیا ہمارا اتنا کام ہی ہمیں روزے کی ڈھال کے پیچھے لے آئے گا کہ ہم نے سحری اور افطاری کر لی؟ نہیں بلکہ اس کے لوازمات کو بھی دیکھنا ہوگا اور بنیادی مقصد جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ (البقرۃ: 184) تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ پس اگر ہم نے اپنے روزوں کو، اپنے رمضان کو وہ روزے اور رمضان بنانا ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہو، جس کا اجر خود اللہ تعالیٰ بنتا ہو تو ہمیں پھر اسے اس معیار پر لانا ہوگا جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے اور جس کیلئے روزے فرض کیے گئے ہیں اور وہ جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔

ہم اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں، مسلمان کہتے ہیں، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، آپؐ پر اپنے ایمان کو کامل کرتے ہوئے اس بات کو بھی ماننا ہے کہ آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق جس مسیح و مہدی نے آنا تھا وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے وجود میں آچکا ہے اور اب دین اسلام کی نشاتِ ثانیہ کا کام اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اس مسیح و مہدی کے ہاتھ سے ہی ہونا ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اپنے اندر اسلام کی حقیقی روح کو قائم رکھنے کیلئے مسیح موعود علیہ السلام سے ہی راہنمائی لیں۔

چنانچہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ تقویٰ کے متعلق آپؑ کیا ارشاد فرماتے ہیں تو اس مضمون سے بھی ہمیں آگاہی ہوتی ہے کہ تقویٰ کیا ہے؟ جیسا کہ میں نے کہا کہ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم ایمان لانے والوں میں شامل ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں تو پھر سنو کہ ایمان کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے اور پھر فرمایا کہ تقویٰ کیا ہے؟

پھر اس کا جواب یہ ہے کہ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا۔ اب اگر ہم جائزہ لیں تو یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ہمیں اپنے جائزہ سے ہی پتہ چل جائے گا کہ کیا ہم تقویٰ کا حق ادا کرتے ہوئے حقوق اللہ کی ادائیگی کر رہے ہیں۔ کیا ہم تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کر رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ بات کہ تقویٰ کیا ہے اس وقت تک پتہ نہیں چل سکتی جب تک ان باتوں کا مکمل علم نہ ہو۔ علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ بغیر علم کے کوئی چیز حاصل ہی نہیں ہو سکتی، اس کو آدمی پا ہی نہیں سکتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ علم حاصل کرنے کیلئے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے حق ہیں؟ کیا بندوں کے حق ہیں؟ کن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے؟ کن باتوں کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کیلئے بار بار قرآن شریف کو پڑھو۔ فرمایا اور تمہیں چاہیے کہ جب قرآن شریف پڑھ رہے ہو تو بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا۔

پس اس رمضان میں ہم قرآن شریف بھی پڑھ رہے ہیں اور عموماً قرآن کریم پڑھنے کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے تو اس سوچ سے پڑھنا چاہیے کہ اسکے اوامر و نواہی پر ہم نے غور کرنا ہے اور بُرے کاموں سے رکنا ہے اور اچھے کاموں کو ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ آپؑ نے فرمایا قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک اوامر و نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے۔ پس ہمیں ان چیزوں کو دیکھنا ہوگا، ان پر غور کرنا اور ان پر عمل کرنا ہوگا اور یہی ایک مومن کی نشانی ہے۔ آپؑ نے اس بات کو بڑے زور سے بیان فرمایا کہ جب تک انسان متقی نہیں بنتا اس کی عبادات اور دعاؤں میں قبولیت کا رنگ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے، جیسا کہ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ (المائدہ: 28) یعنی بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں کی ہی عبادت کو قبول فرماتا ہے۔ فرمایا یہ سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں کا ہی قبول ہوتا ہے۔ پھر اس کا جواب دیا کہ عبادات کی قبولیت کیا ہے؟ اور اس سے مراد کیا ہے؟ قبولیت کیا چیز ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نماز قبول ہوگئی ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ نماز کے اثرات اور برکات نماز پڑھنے والے میں پیدا ہو گئے ہیں۔ جب تک وہ برکات اور اثرات پیدا نہ ہوں، فرمایا اس وقت تک نری ٹکریں ہی ہیں۔ پس ہمیں دیکھنا ہوگا کہ کیا ہمارا رمضان، ہمارے روزے ہمیں اس معیار پر لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ عیبوں اور برائیوں میں اگر مبتلا کا مبتلا ہی رہا تو تم ہی بتاؤ کہ اس نماز نے اس کو کیا فائدہ پہنچایا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ نماز کے ساتھ اس کی برائیاں اور بدیاں جن میں وہ مبتلا تھا کم ہو جاتیں اور نماز اسکیلئے ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ فرمایا پس پہلی منزل اور مشکل اس انسان کیلئے جو مومن بننا چاہتا ہے یہی ہے کہ بُرے کاموں سے پرہیز کرے اور اس کا نام تقویٰ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد 8، صفحہ 374 تا 377، ایڈیشن 1984ء)

پس ہماری عبادتوں، ہمارے روزوں، ہمارے قرآن کریم پڑھنے نے اگر ہم میں عملی تبدیلیاں پیدا نہیں کیں اور تقویٰ جس کا حصول روزوں کا مقصود ہے وہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تو ہم نے اپنے روزوں کے مقصد کو پورا نہیں کیا۔

ہم نے اس ڈھال کے متعلق باتیں تو کی ہیں جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے لیکن ہم نے اس ڈھال کے استعمال کا طریق سیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ ہم نے سحری اور افطاری کا اہتمام تو کیا لیکن ہم نے سحری اور افطاری کھانے کے مقصد کو پورا نہیں کیا۔ ہم نے سارا دن بغیر کھائے پیے گزار تو دیا لیکن ہم نے اس فاقے کے مقصد کو پورا نہیں کیا۔ پس ہمیں یہ جائزے لینا ہوں گے کہ جو مقصد تقویٰ سے پورا ہوتا ہے اور جو تقویٰ ہم میں پیدا ہونا چاہیے تھا وہ ہوا کہ نہیں ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اَور اقتباسات بھی مَیں تقویٰ کے بارے میں پیش کرتا ہوں جن سے ہماری راہنمائی ہوتی ہے کہ اصل تقویٰ کیا ہے اور کس قسم کا تقویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں؟

اس بارے میں ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ ’’اصل تقویٰ جس سے انسان دھویا جاتا ہے اور صاف ہوتا ہے اور جس کیلئے انبیاء آتے ہیں وہ دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ کوئی ہوگا جو قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا (الشّمس: 10) کا مصداق ہوگا۔‘‘ یعنی جس نے اس کو پاک کیا وہ اپنا مقصد پا گیا۔ فرمایا: کوئی ہوگا جو قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا کا مصداق ہوگا۔ ’’پاکیزگی اور طہارت عمدہ شے ہے۔ انسان پاک اور مطہر ہو تو فرشتے اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ لوگوں میں اس کی قدر نہیں ہے ورنہ ان کی لذات کی ہر ایک شے حلال ذرائع سے ان کو ملے۔ چور چوری کرتا ہے کہ مال ملے لیکن اگر وہ صبر کرے تو خدا تعالیٰ اسے اَور راہ سے مالدار کر دے‘‘ گا اور یہ چوری صرف ظاہری چوری نہیں ہے۔ بعض کاروباری لوگ بھی جو اپنی غلط قسم کی چیزیں بیچتے ہیں وہ بھی اسی زمرے میں آجاتی ہیں۔ ’’اسی طرح زانی زنا کرتا ہے اگر صبر کرے تو خدا تعالیٰ اس کی خواہش کو اَور راہ سے پوری کر دے جس میں اس کی رضا

حاصل ہو۔ حدیث میں ہے کہ کوئی چور چوری نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا اور کوئی زانی زنا نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا۔‘‘ یعنی کہ ایمان جب دل سے نکل جاتا ہے تو اسی وقت پھر انسان سے اس قسم کی حرکتیں ہوتی ہیں۔ فرمایا کہ ’’جیسے بکری کے سر پر شیر کھڑا ہو تو وہ گھاس بھی نہیں کھا سکتی تو بکری جتنا ایمان بھی لوگوں کا نہیں ہے۔‘‘ گناہوں اور برائیوں کو جب انسان کرتا ہے تو اس وقت یہ احساس ہونا چاہیے کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ فرمایا کہ ’’اصل جڑ اور مقصود تقویٰ ہے۔ جسے وہ عطا ہو تو سب کچھ پا سکتا ہے بغیر اس کے ممکن نہیں ہے کہ انسان صغائر اور کبائر سے بچ سکے۔‘‘ چھوٹے گناہوں اور بڑے گناہوں سے بچے۔ ’’انسانی حکومتوں کے احکام گناہوں سے نہیں بچا سکتے حکام ساتھ ساتھ تو نہیں پھرتے کہ ان کو خوف رہے۔ انسان اپنے آپ کو اکیلا خیال کر کے گناہ کرتا ہے ورنہ وہ کبھی نہ کرے اور جب وہ اپنے آپ کو اکیلا سمجھتا ہے اس وقت وہ دہریہ ہوتا ہے۔‘‘ ایمان اس کے اندر کوئی نہیں ہوتا۔ خدا اس کے دل سے نکل چکا ہوتا ہے۔ وہ اس وقت دہریہ ہو جاتا ہے ’’اور یہ خیال نہیں کرتا کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ مجھے دیکھتا ہے ورنہ اگر وہ یہ سمجھتا‘‘ کہ خدا دیکھ رہا ہے ’’تو کبھی گناہ نہ کرتا۔ تقویٰ سے سب شے ہے۔ قرآن نے ابتدا اسی سے کی ہے۔ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ (الفاتحہ:5) سے مراد بھی تقویٰ ہے کہ انسان اگرچہ عمل کرتا ہے مگر خوف سے جرأت نہیں کرتا کہ اسے اپنی طرف منسوب کرے اور اسے خدا کی استعانت سے خیال کرتا ہے اور پھر اسی سے آئندہ کیلئے استعانت طلب کرتا ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے۔ اگر نیکی کی بھی تو یہ نہیں کہ میرا کوئی کمال ہے میرا دل نیک ہے یا میں بہت اعلیٰ نیکی کے معیار پر پہنچ گیا ہوں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے اس نیکی کی نماز پڑھنے کی توفیق دی، دعا کرنے کی توفیق دی۔ ’’پھر دوسری صورت بھی هُدًى لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (البقرۃ:3) سے شروع ہوتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ سب اسی وقت قبول ہوتا ہے جب انسان متقی ہو۔ اس وقت خدا تمام داعی گناہ کے اٹھا دیتا ہے۔‘‘ یعنی گناہ کی طرف بلانے والی تمام چیزیں جو ہیں اگر تقویٰ ہو تو ان کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے۔ ’’بیوی کی ضرورت ہو تو بیوی دیتا ہے، دوا کی ضرورت ہو تو دوا دیتا ہے۔ جس شے کی حاجت ہو وہ دیتا ہے اور ایسے مقام سے روزی دیتا ہے کہ اسے خبر نہیں ہوتی۔‘‘ فرمایا کہ ’’ایک اَور آیت قرآن شریف میں ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا (حٰم السجدہ:31) اس سے بھی مراد متقی ہیں۔ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا۔ یعنی ان پر زلزلے آئے، ابتلا آئے، آندھیاں چلیں مگر ایک عہد جو اس سے کر چکے اس سے نہ پھرے۔‘‘ وفا کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھا۔ ایمان ایک دفعہ لے آئے تو ایمان پر مضبوط ہوتے چلے گئے۔ یہ نہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر ایمان ہلنے لگ جائے، متزلزل ہو جائے۔

’’پھر آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انہوں نے ایسا کیا اور صدق اور وفا دکھلائی تو اس کا اجر یہ ملا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ یعنی ان پر فرشتے اترے اور کہا کہ خوف اور حزن مت کرو۔ تمہارا خدا متولی ہے۔ وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِیۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ (حٰم السجدہ:31) اور بشارت دی کہ تم خوش ہو اس جنت سے اور اس جنت سے یہاں مراد دنیا کی جنت ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔ وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن:47) پھر آگے ہے نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُكُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَةِ (حٰم السجدہ:32) دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے ولی اور متکفل ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 251 تا 253، ایڈیشن 1984ء)

پس کیا خوش قسمت ہیں جن کا اللہ تعالیٰ ولی ہو جائے اور متکفل ہو جائے، جو اپنا ہر کام خدا کی رضا کے حصول کیلئے کرنے والے ہوں۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ مومن اور کافر کی کامیابی میں کیا فرق ہوتا ہے، مومن کس طرح اپنی کامیابی کو دیکھتا ہے اور کافر کس طرح دیکھتا ہے۔ فرمایا کہ اس اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھو کہ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کامیابی پر جو اسے دی جاتی ہے شرمندہ ہوتا ہے۔ شرمندہ کیوں ہوتا ہے؟ یہ اظہار ہوتا ہے اس سے کہ میں تو اس قابل نہیں تھا اللہ تعالیٰ کے فضل نے یہ سب کچھ دے دیا۔ جو بھی عطا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوئی ہے نہ کہ میری کسی خوبی کی وجہ سے، میرے کسی علم کی وجہ سے، میری عقل کی وجہ سے، میری دولت کی وجہ سے یا میری جسمانی حالت کی وجہ سے۔ نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور جب یہ احساس ہوتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی حمد کرتا ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلا میں ثابت قدم رہ کر ایمان پاتا ہے۔ فرمایا کہ یاد رکھو کہ کافر کی کامیابی ضلالت کی راہ ہے اور مومن کی کامیابی سے اس کیلئے نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ کافر کیونکہ ہر چیز اپنے پر فخر کرتا ہے اور اس کا کریڈٹ اپنے اوپر لیتا ہے تو وہ گمراہی میں گرتا چلا جاتا ہے لیکن مومن، حقیقی مومن جب اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف ہر چیز منسوب کرتا ہے تو پھر اسکے اوپر نعمتوں کا دروازہ کھلتا چلا جاتا ہے۔ فرمایا کہ کافر کی کامیابی اس لیے ضلالت کی طرف لے جاتی ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا بلکہ اپنی محنت، دانش اور قابلیت کو خدا بنا لیتا ہے مگر مومن خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے خدا سے ایک نیا تعارف پیدا کرتا ہے اور اس طرح پر ہر ایک کامیابی کے بعد اس کا خدا سے ایک نیا معاملہ شروع ہو جاتا ہے اور اس میں تبدیلی ہونے لگتی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا (النحل:129) خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے قرآن شریف میں تقویٰ کا لفظ بہت مرتبہ آیا ہے (سو سے زیادہ دفعہ آیا ہے) اسکے معنی پہلے لفظ سے کیے جاتے ہیں۔ یہاں مَعَ کا لفظ آیا ہے یعنی جو خدا کو مقدم سمجھتا ہے خدا اس کو مقدم رکھتا ہے اور دنیا میں ہر قسم کی ذلتوں سے بچا لیتا ہے۔ فرمایا کہ میرا ایمان یہی ہے کہ اگر انسان دنیا میں ہر قسم کی ذلت اور سختی سے بچنا چاہے تو اس کیلئے ایک ہی راہ ہے کہ متقی بن جائے پھر اس کو کسی چیز کی کمی نہیں۔ پس مومن کی کامیابی اس کو آگے لے جاتی ہے اور وہ وہیں پر نہیں ٹھہر جاتا۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد 1، صفحہ 155-156، ایڈیشن 1984ء)

فرمایا ’’تقویٰ کا اثر اسی دنیا میں متقی پر شروع ہو جاتا ہے۔ یہ صرف ادھار نہیں نقد ہے۔ بلکہ جس طرح زہر کا اثر اور تریاق کا اثر فوراً بدن پر ہوتا ہے اسی طرح تقویٰ کا اثر بھی ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 324، ایڈیشن 1984ء)

پس اگر نیک کام کرنے، عبادات کرنے، نیکیاں بجا لانے کے باوجود انسان کی حالت پر اثر نہیں پڑ رہا تو پھر قابل فکر بات ہے۔ بہت سارے لوگ کچھ سوال بھی لکھتے ہیں، بھیجتے ہیں کہ کس طرح پتا لگے۔ تو پتا اسی طرح لگے گا کہ اگر نیکیوں کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہو رہی ہے، اللہ کی طرف توجہ زیادہ پیدا ہو رہی ہے تو پھر وہ کام انسان اللہ تعالیٰ کی خاطر کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال رہا ہے۔

تقویٰ کی راہوں کی نشاندہی کرتے ہوئے، اس طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں۔‘‘ تقویٰ کی باریک راہیں کیا ہیں کہ روحانی طور پر اس میں ایک خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ ’’اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوقِ عباد کا بھی۔‘‘ یہ چیزیں جو ہیں ایمانی عہد ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ہم نے کیے ہیں کہ اپنی آنکھ کو بھی صحیح جگہ استعمال کرنا ہے۔ بدنظری سے بچانا ہے۔ غلط کاموں سے بچانا ہے۔ کانوں کو بھی غلط باتیں سننے سے بچانا ہے۔ ہاتھ اور پیر سے بھی نیک عمل کرنے ہیں۔ دل کے اندر جو گندے خیالات ہیں ان کو بھی نکالنا ہے اور اس کیلئے زیادہ سے زیادہ استغفار بھی کرنی چاہیے۔

دوسری قوتیں ہیں ان سے بھی کام لینا ہے۔ اپنے اخلاق کو اعلیٰ معیار تک پہنچانا ہے۔ یہ عہد ہیں ایمانی عہد جو اللہ تعالیٰ سے انسان کرتا ہے۔ فرمایا کہ تم نے ان کو پورا کرنا ہے اور اس کے مقابلے پر فرمایا کہ حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا ہے۔ بندوں کے جو حقوق ہیں ان کا بھی خیال رکھنا ہے۔ وہ چیزیں تو تمہارے اپنے لیے ہو گئیں اب بندوں کے حق بھی ادا کرنے ہیں اور اگر یہ حق ادا ہوں گے تو فرمایا ’’یہ وہ طریق ہے جو انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے۔‘‘ اللہ کے حق ادا ہو گئے، بندوں کے حق ادا ہو گئے تو روحانی خوبصورتی انسان میں پیدا ہو جاتی ہے ’’اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لِبَاسُ التَّقۡوٰی قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 209-210)

عبادات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں، اپنی ذات کو صحیح کرنے کے بارے میں، لوگوں کے حق ادا کرنے کے بارے میں ان کی باریکیوں میں جا کر اُن کو ادا کرنے کی کوشش کرو۔ پس جب تک انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کے باریک در باریک پہلوؤں پر عمل کرنے کی کوشش نہ کرے اس وقت تک آپؑ نے فرمایا کہ تقویٰ کا معیار حاصل نہیں ہوتا۔ پس یہ بہت اہم نکتہ ہے جسے ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ صرف عبادتیں اگر اس کے ساتھ بندوں کے حقوق کی ادائیگی نہیں تو کچھ فائدہ نہیں دیتیں اور صرف مخلوق کے بعض حق ادا کر دینا اور خدا تعالیٰ کو بھول جانا جس طرح لوگ کہتے ہیں ہم بندوں کے حق ادا کر رہے ہیں یہ بھی تقویٰ پر چلنے والے نہیں بنا سکتے۔ ایک حقیقی مومن کیلئے دونوں حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

پھر بدعات کے پھیلنے اور تقویٰ سے دوری کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ’’ہزارہا قسم کی بدعات ہر فرقہ اور گروہ میں اپنے اپنے رنگ کی پیدا ہو چکی ہیں۔ تقویٰ اور طہارت جو اسلام کا اصل منشاء اور مقصود تھا جس کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطرناک مصائب برداشت کیں جن کو بجز نبوت کے دل کے کوئی دوسرا برداشت نہیں کر سکتا وہ آج مفقود و معدوم ہو گیا ہے۔ جیل خانوں میں جا کر دیکھو کہ جرائم پیشہ لوگوں میں زیادہ تعداد کن کی ہے۔‘‘ یعنی جرائم پیشہ لوگ جو ہیں ان میں کن کی تعداد ہے آپ اس طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ جرائم پیشہ مسلمان زیادہ ہیں۔ گھانا میں ہمارے ایک منسٹر تھے۔ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں وہ بتایا کرتے تھے کہ ہماری میٹنگ ہو رہی تھی تو انہوں نے کہا کہ ہماری جیلوں میں زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے۔ انہوں نے کہا میں احمدی ہوں اور میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ ان مسلمانوں میں سے تم دیکھ لو گے کہ احمدی کوئی نہیں ہوگا یا احمدی ہوں گے تو اس نسبت کے لحاظ سے بالکل برائے نام اور جب جا کے جائزہ لیا گیا تو یہی بات صحیح نکلی۔ تو حقیقی مومن، حقیقی احمدی کی یہ نشانی ہے اور یہ پھر تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اگر اس چیز کو ہم اپنے سامنے رکھیں اور ہر معاملے میں، ہر عمل میں، اپنے کاروباروں میں، اپنی نوکریوں میں، اپنی روزمرہ کی لوگوں کے ساتھ dealing میں اپنے اعلیٰ اخلاق دکھلانے والے ہوں، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے والے ہوں۔ تقویٰ دل میں پیدا کرنے کی

کوشش کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے ہوں تو پھر جہاں یہ ہماری اصلاح کا باعث بنے گی وہاں تبلیغ کا بھی ایک خاموش ذریعہ بن جاتی ہے۔

فرمایا ’’زنا، شراب اور اِتلافِ حقوق اور دوسرے جرائم اس کثرت سے ہورہے ہیں کہ گویا یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ کوئی خدا نہیں۔ اگر مختلف طبقاتِ قوم کی خرابیوں اور نقائص پر مفصل بحث کی جاوے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جاوے۔ ہر دانشمند اور غور کرنے والا انسان قوم کے مختلف افراد کی حالت پر نظر کر کے اس صحیح اور یقینی نتیجہ پر پہنچ جاوے گا کہ وہ تقویٰ جو قرآن کریم کی علّت غائی تھا جو اکرام کا اصل موجب اور ذریعہ شرافت تھا آج موجود نہیں۔‘‘ قرآن کریم تو تقویٰ پیدا کرنا چاہتا تھا۔ یہی مقصد تھا قرآن کریم کا۔ وہ مسلمانوں میں مفقود ہو گیا۔ فرمایا کہ ’’عملی حالت جس کی اشد ضرورت تھی کہ اچھی ہوتی اور جو غیروں اور مسلمانوں میں مابہ الامتیاز تھی سخت کمزور اور خراب ہوگئی ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 4، ایڈیشن 1984ء)

اگر ایسی حالت ہو تو پھر کیا تبلیغ ہونی ہے اور پھر کیا مسلمانوں کا اثر دنیا پہ ہونا ہے اور اسی کا نتیجہ ہم آج کل دیکھ رہے ہیں اور اس کا حل احمدیوں کے پاس ہے۔ اگر ہم بھی بگڑ گئے تو پھر کون سنبھالے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں وہ تو پورے ہونے ہیں لیکن ہم اگر ان میں شامل نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ اور قوموں کو کھڑا کر دے گا اور ان کے ذریعہ سے وعدے پورے کروا دے گا۔

جب ہمارے معاشرے کی یہ حالت ہو جائے جیسی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کی ہے تو ہمیں کتنی فکر اپنے نیکی اور تقویٰ کے معیاروں کیلئے کرنی چاہیے اور کتنی فکر ہمیں اپنی نسلوں کی نیکی اور تقویٰ کے معیاروں کیلئے کرنی چاہیے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تقویٰ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ نہ اٹھایا جائے بلکہ ان سے فائدہ نہ اٹھاؤ گے تو یہ بھی تقویٰ سے دوری ہے۔

بعض نام نہاد بزرگ اور پیر فقیر دکھاوے کیلئے اپنی طرف سے سادہ لباس اور بدمزہ کھانا کھاتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہم متقی ہیں۔ بڑے نیک ہیں۔ فرمایا کہ ’’یاد رکھو کہ انسان کو چاہئے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعا کا طالب رہے اور دوسرے اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ (الضحیٰ: 12) پر عمل کرے۔ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہئے۔‘‘ ان کا ذکر کرنا چاہیے۔ ان کا اظہار ہونا چاہیے ’’اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ اور‘‘ نعمتوں کا اظہار ہوگا تو ’’اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کیلئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ تحدیث کے یہی معنے نہیں ہیں کہ انسان صرف زبان سے ذکر کرتا رہے بلکہ جسم پر بھی اس کا اثر ہونا چاہئے۔ مثلاً ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ وہ عمدہ کپڑے پہن سکتا ہے لیکن وہ ہمیشہ میلے کچیلے کپڑے پہنتا ہے اس خیال سے کہ وہ واجب الرحم سمجھا جاوے یا اس کی آسودہ حالی کا حال کسی پر ظاہر نہ ہو ایسا شخص گناہ کرتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کو چھپانا چاہتا ہے اور نفاق سے کام لیتا ہے۔ دھوکا دیتا ہے اور مغالطہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہے۔‘‘ مومن ایسا نہیں ہوتا ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب مشترک تھا‘‘ یعنی ہر چیز جو میسر تھی وہ آپ کیا کرتے تھے۔ یہ نہیں ہے کہ ایک طرف رجحان ہو گیا۔ اعلیٰ کپڑے ملے تو اعلیٰ کپڑے بھی پہنے۔ اگر نہیں تھے تو عام کپڑے بھی پہنے۔ فرمایا کہ ’’آپ کو جو ملتا تھا پہن لیتے تھے اعراض نہ کرتے تھے۔ جو کپڑا پیش کیا جاوے اسے قبول کر لیتے تھے لیکن آپؐ کے بعد بعض لوگوں نے اسی میں تواضع دیکھی کہ رہبانیت کی جزو ملا دی۔ بعض درویشوں کو دیکھا گیا کہ گوشت میں خاک ڈال کر کھاتے تھے۔‘‘ اپنے آپ کو درویش کہتے اور گوشت میں مٹی ڈال کر کھاتے ہیں۔ ’’ایک درویش کے پاس کوئی شخص گیا اس نے کہا اس کو کھانا کھلا دو۔‘‘ اس درویش نے اپنے مریدوں کو کہا کہ مہمان کو کھانا کھلا دو۔ ’’اس شخص نے‘‘ مہمان نے ’’اصرار کیا کہ میں تو آپ کے ساتھ ہی کھاؤں گا‘‘ میں پیر صاحب آپ کے ساتھ ہی کھاؤں گا۔ ’’آخر جب وہ اس درویش کے ساتھ کھانے بیٹھا تو اس کیلئے نیم کے گولے تیار کر کے آگے رکھے گئے۔‘‘

نیم ایک درخت ہے جس کے پتے بڑے کڑوے ہوتے ہیں اور نمولیاں لگتی ہیں وہ بھی بڑی کڑوی ہوتی ہیں۔ اس کا کھانا بنا کے اس کو کڑوا کھانا پیش کیا گیا۔ اس کا کوئی مزہ نہیں تھا۔ مزہ کیا؟ خطرناک قسم کا اس کا کڑوا مزہ تھا۔ فرمایا کہ ’’اس قسم کے امور بعض لوگ اختیار کرتے ہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو اپنے باکمال ہونے کا یقین دلائیں۔ مگر اسلام ایسی باتوں کو کمال میں داخل نہیں کرتا۔

اسلام کا کمال تو تقویٰ ہے جس سے ولایت ملتی ہے، جس سے فرشتے کلام کرتے ہیں، خدا تعالیٰ بشارتیں دیتا ہے۔ ہم اس قسم کی تعلیم نہیں دیتے کیونکہ اسلام کی تعلیم کے منشا کے خلاف ہے۔ قرآن شریف تو كُلُوۡا مِنَ الطَّيِّبٰتِ ’’کہ پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ‘‘ کی تعلیم دے اور یہ لوگ طیب عمدہ چیز میں خاک ڈال کر غیر طیب بنا دیں۔ اس قسم کے مذاہب اسلام کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئے ہیں۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اضافہ کرتے ہیں۔ ان کو اسلام سے اور قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ خود اپنی شریعت الگ قائم کرتے ہیں۔ میں اس کو سخت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوہ حسنہ ہیں۔ ہماری بھلائی اور خوبی یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو آپ ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کے نقش قدم پر چلیں اور اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔‘‘

یہ تو کھانے پینے کی بات ہے۔ پھر روزمرہ کے اخلاق کی بات جہاں تک آتی ہے فرمایا کہ ’’اسی طرح عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات‘‘ ہیں، لوگوں کے جو گھریلو رویے ہیں ان کے بارے میں بھی فرما دیا کہ ’’عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادہ مستقیم سے بہک گئے ہیں۔‘‘ سیدھے راستے سے ہٹ گئے ہیں۔ ’’قرآن شریف میں لکھا ہے کہ عَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (النساء: 20) مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 43-44، ایڈیشن 1984ء)

معروف کیا کرنا ہے انہوں نے بلکہ بعض گھروں میں ظلم ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس اچھے کپڑے پہننا اگر توفیق ہے، اچھے کھانے کھانا اگر توفیق ہے تقویٰ میں کمی نہیں کرتا بلکہ اضافہ کرتا ہے۔ نیز معاشرتی اخلاق کے بارے میں بھی بتایا کہ اپنی بیوی سے حسن سلوک کرنا یہ بھی ضروری ہے۔ اپنے بچوں کا خیال رکھنا، ان کی ضروریات پوری کرنا، ان کی صحیح تربیت کرنا یہ بھی ضروری ہے۔ یہ بھی تقویٰ ہے اور یہ قرآن کریم کا حکم ہے۔ پس حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی ضروری ہے۔

پھر آپؑ نے ایک بات بیان فرمائی کہ متقی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور دیا جاتا ہے۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ ’’حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّكُمۡ فُرۡقَانًا وَّيُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ (الانفال: 30) وَيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ نُوۡرًا تَمۡشُوۡنَ بِهٖ (الحدید: 29) یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے اِتّقا کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا۔‘‘ کوئی غلط حرکت اس سے سرزد ہو ہی نہیں سکتی جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق چلنے والا ہو۔ اگر ہوگی بھی تو فوراً اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کی طرف توجہ بھی دلا دے گا۔ استغفار کرنے کی طرف اللہ تعالیٰ توجہ دلائے گا۔ فرمایا کہ ’’تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔‘‘

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 177-178)

جتنی تمہاری راہیں ہیں وہ نیکی کی طرف لے جانے والی راہیں ہوں گی۔ تمہارے قویٰ جو ہیں وہ بھی نیک کام کرنے والے ہوں گے۔ تمہاری سوچیں اور خیالات جو ہیں وہ بھی نیک ہو جائیں گی۔ بدیوں کے خیالات مٹ جائیں گے اور جب ایسا معاشرہ قائم ہوتا ہے تو پھر وہ یقیناً تقویٰ پر چلنے والوں کا معاشرہ ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ’’قانون قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ معرفت کاملہ کے بعد ملتا ہے۔ خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑھ معرفت کاملہ ہے پس جس کو معرفت کاملہ دی گئی اس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی۔ اور جس کو خوف اور محبت کامل دی گئی اس کو ہر ایک گناہ سے جو بیباکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دی گئی۔

پس ہم اِس نجات کیلئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں اور نہ کسی صلیب کے حاجتمند اور نہ کسی کفارہ کی ہمیں ضرورت ہے بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے۔ جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔‘‘ نفس کی قربانی کرنا تقویٰ پر جانے کا باعث بنتا ہے اور اسی کا نام اسلام ہے۔ ’’اسلام کے معنے ہیں ذبح ہونے کیلئے گردن آگے رکھ دینا یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے۔ ذبح ہونے کیلئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔‘‘ جب تک کسی چیز کی معرفت نہ ہو محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔ ’’پس اسلام کا لفظ اِسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کیلئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اَور چیز کی ضرورت۔ اِسی کی طرف خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے۔ لَنۡ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوۡمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰـكِنۡ يَّنَالُهُ التَّقۡوٰى مِنۡكُمۡ (الحج: 38) یعنی تمہاری (قربانیوں) کے نہ تو گوشت میرے تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ خون بلکہ صرف یہ قربانی میرے تک پہنچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقویٰ اختیار کرو۔‘‘

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 151-152)

پس یہ وہ تقویٰ کا معیار ہے جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چاہتے ہیں۔ جو زمانے کے امام ہم سے چاہتے ہیں اور اس کی بار بار قرآن کریم میں تلقین کی گئی ہے اور اسکے حصول کیلئے رمضان کے مہینے میں روزوں کی فرضیت رکھی گئی ہے۔

خوش قسمت ہوں گے ہم میں سے وہ جو اس سوچ کے ساتھ کوشش کریں گے کہ یہ تقویٰ حاصل کرنے کیلئے رمضان کے بقیہ روزے ہم نے گزارنے ہیں اور یا جو گزارے ہیں اللہ تعالیٰ کرے کہ وہ اس طرح ہی گزارے

ہوں اور ہم نے اپنے ہر قول وفعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنا ہے۔

ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو آپ تو سید نہیں ہیں اور سید ایک امتی کی بیعت کس طرح کر سکتا ہے؟ بعض سید اور سیدوں کو اونچا مقام دینے والے اب بھی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سیدوں کا غیر معمولی مقام ہے تو سید کس طرح بیعت کر سکتا ہے غیر سید کی؟ اسی طرح آج کل بعض عربوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ مسیح موعود نے اگر آنا تھا تو عربوں میں سے آنا تھا، غیر عربوں سے کس طرح آ گیا۔ ہم کس طرح مان لیں؟ قرآن کریم پڑھتے ہیں لیکن غور نہیں کرتے جواب تو وہاں پہلے سے موجود ہے۔ یہ مقام اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے دینا ہوتا ہے۔ بندے نہیں ہیں جو اس مقام کی تقسیم کر رہے ہوں۔ بہر حال آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’خدا تعالیٰ نہ محض جسم سے راضی ہوتا ہے نہ قوم سے۔ اس کی نظر ہمیشہ تقویٰ پر ہے۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات: 14)۔ یعنی اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ بزرگی رکھنے والا وہی ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہو۔ یہ بالکل جھوٹی باتیں ہیں کہ میں سید ہوں یا مغل ہوں یا پٹھان اور شیخ ہوں۔ اگر بڑی قومیت پر فخر کرتا ہے تو یہ فخر فضول ہے۔ مرنے کے بعد سب قومیں جاتی رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور قومیت پر کوئی نظر نہیں اور کوئی شخص محض اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کی وجہ سے نجات نہیں پا سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو کہا ہے کہ اے فاطمہؓ تو اس بات پر ناز نہ کر کہ تُو پیغمبر زادی ہے۔ خدا کے نزدیک قومیت کا لحاظ نہیں۔‘‘ پس جب حضرت فاطمہؓ کیلئے یہ حکم ہے، یہ ارشاد ہے تو پھر اَور کون رہ جاتا ہے؟ فرمایا کہ ’’وہاں جو مدارج ملتے ہیں وہ تقویٰ کے لحاظ سے ملتے ہیں۔ یہ قومیں اور قبائل دنیا کا عرف اور انتظام ہیں۔ خدا تعالیٰ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کی محبت تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ ہی مدارجِ عالیہ کا باعث ہوتا ہے۔ اگر کوئی سید ہو اور وہ عیسائی ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے اور خدا کے احکام کی بے حرمتی کرے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو آلِ رسول ہونے کی وجہ سے نجات دے گا۔ اور وہ بہشت میں داخل ہو جاوے گا۔ اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ (آل عمران: 20) اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو سچا دین جو نجات کا باعث ہوتا ہے اسلام ہے۔ اگر کوئی عیسائی ہو جاوے یا یہودی ہو یا آریہ ہو وہ خدا کے نزدیک عزت پانے کے لائق نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ذاتوں اور قوموں کو اڑا دیا ہے۔ یہ دنیا کے انتظام اور عرف کیلئے قبائل ہیں۔ مگر ہم نے خوب غور کر لیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور جو مدارج ملتے ہیں ان کا اصل باعث تقویٰ ہی ہے۔ جو متقی ہے وہ جنت میں جائے گا۔ خدا تعالیٰ اس کیلئے فیصلہ کر چکا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک معزز متقی ہی ہے۔ پھر یہ جو فرمایا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ (المائدہ: 28) کہ اعمال اور دعائیں متقیوں کی قبول ہوتی ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ مِنَ السَّیِّدِیۡنَ۔ پھر متقی کیلئے تو فرمایا مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا۔ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (طلاق: 3-4) یعنی متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے۔ اس کو ایسی جگہ سے رزق دیا جاتا ہے کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اب بتاؤ کہ یہ وعدہ سیدوں سے ہوا ہے یا متقیوں سے۔ اور پھر یہ فرمایا ہے کہ متقی ہی اللہ تعالیٰ کے ولی ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ بھی سیدوں سے نہیں ہوا۔ ولایت سے بڑھ کر اَور کیا رتبہ ہوگا۔ یہ بھی متقی ہی کو ملا ہے۔ بعض نے ولایت کو نبوت سے فضیلت دی ہے اور کہا ہے کہ نبی کی ولایت اسکی نبوت سے بڑھ کر ہے۔ نبی کا وجود دراصل دو چیزوں سے مرکب ہوتا ہے۔ نبوت اور ولایت۔ نبوت کے ذریعہ وہ احکام اور شرائع مخلوق کو دیتا ہے اور ولایت اس کے تعلقات کو خدا سے قائم کرتی ہے۔

پھر فرمایا ہے۔ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (البقرۃ: 3) ہُدًی لِّلسَّیِّدِیۡنَ نہیں کہا۔ غرض خدا تعالیٰ تقویٰ چاہتا ہے۔ ہاں سید زیادہ محتاج ہیں کہ وہ اس طرف آئیں کیونکہ وہ متقی کی اولاد ہیں۔ اس لئے ان کا فرض ہے۔‘‘ کہ وہ تقویٰ اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ نہ یہ کہ ان کا سید ہونا ان کو کوئی مقام دے رہا ہے۔ فرمایا کہ ’’اس لیے ان کا فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے آئیں نہ یہ کہ خدا تعالیٰ سے لڑیں کہ یہ سادات کا حق تھا۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ (الجمعہ: 5) یہ ایسی بات ہے کہ جیسے یہودی کہتے ہیں کہ بنی اسمٰعیل کو نبوت کیوں ملی۔ وہ نہیں جانتے۔ تِلۡکَ الۡاَیَّامُ نُدَاوِلُہَا بَیۡنَ النَّاسِ (آل عمران: 141) خدا تعالیٰ سے اگر کوئی مقابلہ کرتا ہے تو وہ مردود ہے۔‘‘ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ ایام ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ سے اگر کوئی مقابلہ کرتا ہے۔ تو وہ مردود ہے‘‘ وہ ہر ایک سے پوچھ سکتا ہے۔ اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 343 تا 345، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ اپنے دعویٰ پر الزام کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے اور آپؐ نے دعویٰ کیا تو اس وقت بھی لوگوں کی نظروں میں بہت سے یہودی عالم متقی اور پرہیز گار مشہور تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی متقی ہوں۔ خدا تعالیٰ تو ان متقیوں کا ذکر کرتا ہے جو اس کے نزدیک تقویٰ اور اخلاص رکھتے ہیں۔ جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سنا، لوگوں میں جو ان کی وجاہت تھی اس میں فرق آتا دیکھ کر رعونت سے انکار کر دیا اور حق کو اختیار کرنا گوارا نہ کیا۔ اب دیکھو کہ لوگوں کے نزدیک تو وہ بھی متقی تھے مگر ان کا نام حقیقی متقی نہیں تھا۔

حقیقی متقی وہ شخص ہے کہ جس کی خواہ آبرو جائے۔ ہزار ذلت آتی ہو۔ جان جانے کا خطرہ ہو فقر و فاقہ کی نوبت آئی ہو تو وہ محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ان سب نقصانوں کو گوارا کرے لیکن حق کو ہرگز نہ چھپاوے۔ متقی کے یہ معنے جیسے آج کل کے مولوی عدالتوں میں بیان کرتے ہیں ہرگز نہیں ہیں کہ جو شخص زبان سے سب مانتا ہو خواہ اس کا عمل درآمد اس پر ہو یا نہ ہو اور وہ جھوٹ بھی بول لیتا ہو، چوری بھی کرتا ہو تو وہ متقی ہے۔‘‘ یعنی صرف مسلمان کہہ دینا تقویٰ نہیں ہے ’’تقویٰ کے بھی مراتب ہوتے ہیں اور جب تک کہ یہ کامل نہ ہوں تب تک انسان پورا متقی نہیں ہوتا۔

ہر ایک شے وہی کار آمد ہوتی ہے جس کا پورا وزن لیا جاوے۔ اگر ایک شخص کو بھوک اور پیاس لگی ہے تو روٹی کا ایک بھورا اور پانی کا ایک قطرہ لے لینے سے اسے سیری حاصل نہ ہوگی۔‘‘ مولوی لوگ اپنے آپ کی علمیت کا اظہار کرتے ہیں تو یہ ان کا تقویٰ نہیں ہے تقویٰ تو پیدا ہوتا ہے عمل سے۔ کسی کو مولوی کہنے سے یا اس کے بڑا عالم بننے سے تقویٰ نہیں پیدا ہو جاتا۔ فرمایا کہ ’’اگر ایک شخص کو بھوک اور پیاس لگی ہے تو روٹی کا ایک بھورا اور پانی کا ایک قطرہ لے لینے سے اسے سیری حاصل نہ ہوگی اور نہ جان کو بچا سکے گا جب تک پوری خوراک کھانے اور پینے کی اسے نہ ملے۔ یہی حال تقویٰ کا ہے کہ جب تک انسان اسے پورے طور پر ہر ایک پہلو سے اختیار نہیں کرتا تب تک وہ متقی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ہم ایک کافر کو بھی متقی کہہ سکتے ہیں کیونکہ کوئی نہ کوئی پہلو تقویٰ کا (یعنی خوبی)‘‘ تو اس میں ہوگی ’’اس کے اندر ضرور ہوگی۔‘‘ کوئی نہ کوئی نیکی تو وہ کرتا ہی ہے جس سے وہ متقی تو نہیں بن جاتا۔ ’’اللہ تعالیٰ نے محض ظلمت تو کسی کو پیدا نہیں کیا۔‘‘ ساری برائیاں تو نہیں ہر ایک میں پیدا کیں۔ اچھائیاں بھی ہوتی ہیں ’’مگر تقویٰ کی یہ مقدار اگر ایک کافر کے اندر ہو تو اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کافی مقدار ہونی چاہئے جس سے دل روشن ہو۔‘‘ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ اللہ کے بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور بندوں کا حق بھی ادا کرنے والا ہو۔ ہر قسم کی خوبیاں اس میں ہوں۔ فرمایا ’’خدا تعالیٰ راضی ہو اور ہر ایک بدی سے انسان بچ جاوے۔ بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ جو کہتے ہیں کیا ہم روزہ نہیں رکھتے۔ نماز نہیں پڑھتے وغیرہ وغیرہ مگر ان باتوں سے وہ متقی نہیں ہو سکتے۔ تقویٰ اَور شے ہے۔ جب تک انسان خدا تعالیٰ کو مقدم نہیں رکھتا اور ہر ایک لحاظ کو خواہ برادری کا ہو خواہ قوم کا خواہ دوستوں اور شہر کے رؤساء کا خدا تعالیٰ سے ڈر کر نہیں توڑتا اور خدا تعالیٰ کیلئے ہر ایک ذلت برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتا تب تک وہ متقی نہیں ہے۔ قرآن شریف میں جو بڑے بڑے وعدے متقیوں کے ساتھ ہیں وہ ایسے متقیوں کا ذکر ہے جنہوں نے تقویٰ کو وہاں تک نبھایا جہانتک ان کی طاقت تھی۔ بشریت کے قویٰ نے جہاں تک ان کا ساتھ دیا برابر تقویٰ پر قائم رہے حتی کہ ان کی طاقتیں ہار گئیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے انہوں نے اَور طاقت طلب کی جیسے کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ سے ظاہر ہے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ۔ یعنی اپنی طاقت تک تو ہم نے کام کیا اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ یعنی آگے چلنے کیلئے اَور نئی طاقت تجھ سے طلب کرتے ہیں۔ جیسے حافظ نے کہا ہے۔‘‘ شاعر نے

’’مابدِاں منزلِ عالی نتوانیم رسید ہاں اگر لطفِ شما پیش نہد گامے چند‘‘

کہ ہم اس عالی منزل تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ تمہاری مہربانی ساتھ نہ ہو۔

’’پس خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک متقی ہونا اَور شے ہے اور انسانوں کے نزدیک متقی ہونا اَور شے۔ مسیح علیہ السلام کے وقت جو مخالفوں کے جتھے وغیرہ بنتے تھے اس کا باعث بھی یہی تھا کہ جو عام لوگ یہود کے نزدیک مسلّم تھے اور متقی پرہیزگار تسلیم کیے جاتے تھے وہ مخالف تھے۔ اگر وہ مخالف نہ ہوتے تو جتھے وغیرہ نہ بنتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی یہی حال تھا۔ عُجب، بخل، ریا، نمود اور وجاہت کی پاسداری وغیرہ باتیں تھیں جنہوں نے حق کی قبولیت سے ان کو روکے رکھا۔ غرضکہ تقویٰ مشکل شے ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے تو اس کی علامات بھی ساتھ ہی رکھ دیتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو جو اسے خواہ نخواہ رد کرتا

ارشاد باری تعالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا (بنی اسرائیل: 79)

ترجمہ: سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو بھی اہمیت دے یقیناً فجر کے وقت قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا (سورۃ الفرقان: 64)

ترجمہ: اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ’’سلام‘‘

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

ہے اور دلائل، معقولات، منقولات اور خدا تعالیٰ کے نشانوں کو ٹالتا جاوے وہ کب متقی ہوسکتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو اسے جو خواہ نخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا تعالیٰ کے نشانات کو ٹالتا جاتا ہے وہ ہرگز متقی نہیں ہوسکتا۔ متقی کو تو ترساں اور لرزاں ہونا چاہیے۔''

اپنی بعثت کے ذکر میں فرماتے ہیں۔ ''کیا دنیا میں ایسا ہوا ہے کہ چوبیس سال سے برابر ایک انسان رات کو منصوبہ بناتا ہے اور صبح کو خدا کی طرف لگا کر کہتا ہے کہ مجھے یہ وحی یا الہام ہوا اور خدا تعالیٰ اس سے مواخذہ نہیں کرتا۔ اس طرح سے تو دنیا میں اندھیر پڑ جاوے اور مخلوق تباہ ہو جاوے۔ متقی تو ایک ہی بات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور یہاں تو ہزاروں ہیں۔ زمانہ الگ پکار رہا ہے۔ احادیث مِنْكُمْ مِنْكُمْ کہہ رہی ہیں۔ سورۂ نور میں بھی مِنْكُمْ لکھا ہے۔ قساوت قلبی اور بہائم کی طرح جو زندگی بسر ہو رہی ہے وہ الگ بتا رہی ہے۔ صدی کے سر پر کہتے تھے کہ مجدد آتا ہے۔ اب بائیس سال بھی ہو چکے۔'' اس وقت جب بیان دے رہے ہیں۔ اس وقت فرماتے ہیں۔ ''کسوف وخسوف بھی ہولیا۔ طاعون بھی آ گئی۔ حج بھی بند ہوا۔ ان سب باتوں کو دیکھ کر اگر اب بھی یہ لوگ نہیں مانتے تو ہم کیونکر جانیں کہ ان میں تقویٰ ہے۔'' یہ غیروں کو جواب ہے جو متقی ہونے کا اور نیک ہونے کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کے فتوے لگانے کی باتیں کرتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں کو بھی ورغلاتے ہیں ان کو بھی خراب کر رہے ہیں۔

فرمایا ''ہم نے بار بار کہا کہ آؤ اور جن باتوں کا تم کو سوال کرنے کا حق پہنچتا ہے وہ پوچھو۔ ہاں یہ نہیں ہوگا کہ قرآن شریف تو کچھ کہے اور تم کچھ کہو اور ایسے اقوال پیش کرو جو اس کے مخالف ہوں۔ مسیح کا نزول جسمانی آسمان سے مانتے ہیں حالانکہ وہ تب صحیح ہوسکتا ہے جبکہ صعود اول ہو۔ قرآن مسیح کی وفات بیان کرتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ چھت پھاڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ کیا تقویٰ اس بات کا نام ہے کہ یقین کو ترک کر کے توہمات کی اتباع کی جاوے۔ سچے تقویٰ کا پتہ قرآن سے ملتا ہے کہ دیکھ لیوے کہ تقویٰ والوں نے کیا کیا کام کئے۔''

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 73 تا 76، ایڈیشن 1984ء)

تقویٰ کے حوالے سے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلّی ہوتی ہے۔ وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے مگر چاہئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔'' فرمایا ''......ہم اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ صرف اتنے پر وہ مغرور نہ ہو جائے کہ ہم نماز روزہ کرتے ہیں یا موٹے موٹے جرائم مثلاً زنا، چوری وغیرہ نہیں کرتے۔ ان خوبیوں میں تو اکثر غیر فرقہ کے لوگ مشرک وغیرہ تمہارے ساتھ شامل ہیں۔'' یعنی وہ بھی نہیں کرتے یہ باتیں۔ ''تقویٰ کا مضمون باریک ہے اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔'' دکھاوے کیلئے عمل نہ ہو۔ ''متقی ہونا مشکل ہے مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تُو نے قلم چرایا ہے تو تُو کیوں غصہ کرتا ہے۔'' چھوٹی سی بات کی۔ کسی نے کہہ دیا۔ تُو نے میرا قلم اٹھایا ہے تو وہ غصہ میں آجائے تو یہ تقویٰ والوں کی نشانی نہیں ہے۔ صبر اور حوصلہ دکھانا چاہیے۔ فرمایا ''تیرا پرہیز تو محض خدا کیلئے ہے۔'' بچنا چاہیے تھا اس بات سے۔ غصہ سے بچنا چاہیے تھا۔ ''یہ طیش'' یہ غصہ ''اس واسطے ہوا کہ روبحق نہ تھا۔'' صحیح سچائی کی طرف تیرا قدم نہیں تھا۔ ''جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ متقی نہیں بنتا۔ معجزات اور الہامات بھی تقویٰ کی فرع ہیں۔ اصل تقویٰ ہے۔ اس واسطے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصول تقویٰ کے پیچھے لگو۔'' یہ نہیں ہے کہ فلاں کو الہام ہوا، فلاں کو رؤیا ہوا۔ یہ دیکھو تقویٰ کیا ہے۔ ''جو متقی ہے اسی کے الہامات بھی صحیح ہیں اور اگر تقویٰ نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں۔ ان میں شیطان کا حصہ ہوسکتا ہے۔ کسی کے تقویٰ کو اس کے ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اس کے الہاموں کو اسکی حالت تقویٰ سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کر کے پہلے تقویٰ کے منازل کو طے کرو۔'' فرمایا ''...... جتنے نبی آئے سب کا مدّعا یہی تھا کہ تقویٰ کا راہ سکھلائیں۔ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (الانفال:35) مگر قرآن شریف نے تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھلایا ہے۔ کمال نبی کا کمال امت کو چاہتا ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے آنحضرتؐ پر کمالات نبوت ختم ہوئے۔ کمالات نبوت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم نبوت ہوا۔ جو خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہے اور معجزات دیکھنا چاہے اور خوارق عادت دیکھنا منظور ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی بھی خارق عادت بنالے۔ دیکھو امتحان دینے والے محنتیں کرتے کرتے مدقوق کی طرح بیمار اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ پس تقویٰ کے امتحان میں پاس ہونے کیلئے ہر ایک تکلیف اٹھانے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ جب انسان اس راہ پر قدم اٹھاتا ہے تو شیطان اس پر بڑے بڑے حملے کرتا ہے لیکن ایک حد پر پہنچ کر آخر شیطان ٹھہر جاتا ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب انسان کی سفلی زندگی پر موت آ کر وہ خدا کے زیر سایہ ہو جاتا ہے...... مختصر خلاصہ ہماری تعلیم کا یہی ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا کی طرف لگا دے۔''

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 301-302، ایڈیشن 1984ء)

مختلف زاویوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں جو نصائح فرمائی ہیں وہ بعض حوالے میں نے پیش کیے ہیں تا کہ ہمیں تقویٰ کے مطلب اور اس کی گہرائی کا بھی علم ہو اور ہم جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے آپؑ کی جماعت میں شامل ہو کر تقویٰ کی حقیقی روح کو سمجھتے ہوئے اس پر چلنے والے بھی ہوں۔ رمضان کے ان بقیہ دنوں میں جس حد تک ممکن ہو ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ تقویٰ کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

مکرم ناصر احمد مسعود صاحب مرحوم

(مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت مکرم محمد ابراہیم خان صاحب مرحوم، قادیان)

میرے میاں مکرم ناصر احمد مسعود صاحب مؤرخہ 3؍جنوری 2022ء کو قادیان دارالامان میں 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (ہر چیز جو اس پر ہے فانی ہے)

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحوم موصی تھے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں عمل میں آئی۔ آپ کوٹلی (کشمیر) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام محمد دین تھا جو 1947ء میں پارٹیشن کے موقع پر شہید ہو گئے تھے۔ ان کی شہادت کے وقت آپ 6 سال کے تھے۔ والدہ کا نام عائشہ بی بی تھا۔ 1974ء کے فسادات میں تجارت ختم ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ہدایت پر آپ جرمنی ہجرت کر گئے جہاں آپ کو حضورؒ کی دعاؤں سے معجزانہ طور پر سرکاری ملازمت ملی۔ آپ کو کچھ عرصہ گروس گراؤ جرمنی کے ریجنل امیر کے طور پر خدمت کی بھی توفیق ملی۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ میٹرک کے بعد وقف عارضی کیلئے ہماری جماعت کوٹلی کشمیر تشریف لائے تھے تب ہم نے حضور انور کو دعوت پر مدعو کرنا چاہا تو حضور انور نے فرمایا وقف عارضی ختم ہونے تک میں اپنا کھانا خود پکاؤں گا۔ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اس واقعہ کا ذکر کرنے پر حضور انور نے فرمایا ہاں مجھے یاد ہے۔ جرمنی میں ایک عرصہ گزار کر 2006ء میں ہجرت کر کے قادیان آئے اور مجھ سے شادی کی۔ ان سے میری ایک بیٹی عائشہ نصرت جہاں ہے جو اب گیارہ سال کی ہے۔ ناصر مسعود صاحب پنجوقتہ نماز مسجد میں جا کر ادا کرنے کے عادی تھے۔ تہجد کے پابند اور قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرتے تھے۔ چندہ جات میں بہت باقاعدہ اور خوش دلی سے ادا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام سے دلی محبت رکھتے تھے اور اپنے ساتھ ساتھ ان سب کے نام سے بھی چندے ادا کیا کرتے تھے۔ آپ کو تین بار عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بہت محنتی انسان تھے۔ جماعت کے عہدے دار کہیں بھی نظر آجاتے تو احتراماً کھڑے ہو جاتے اور کہتے یہ خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل تھا۔ مرحوم کا دینی علم بہت وسیع تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور احادیث کی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے۔ آپ نے گھر میں بھی ایک لائبریری بنائی ہوئی تھی۔ غریبوں، بیواؤں اور مسکینوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ مرحوم بہت سے اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ اصول پسند، محبت کرنے والے، مہمان نواز تھے۔ میری پہلی شادی سے ایک بیٹا اعجاز احمد ہے جو وقف نو میں شامل ہے۔ ناصر صاحب آخری دو ماہ جب صاحب فراش تھے تو میرے بیٹے نے ان کی بہت خدمت کی۔ ناصر صاحب کی پہلی شادی سے دو بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ مرحوم نے پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو مرحوم کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی ﷺ

جو شخص دین کے معاملے میں کوئی ایسی نئی رسم پیدا کرتا ہے
جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ رسم مردود اور غیر مقبول ہے
(بخاری، کتاب الصلح)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی ﷺ

سب اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے
اور ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی بدلہ ملتا ہے
(بخاری، کتاب بدء الوحی)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

عید کے دن یہ عہد کرنا چاہئے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی بھی مستقل کوشش کرتا رہوں گا اور بندوں کے حق ادا کرنے کی بھی مسلسل کوشش کرتا رہوں گا تبھی ہماری عیدیں حقیقی عیدیں ہوں گی

خلاصہ خطبہ عید الفطر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2 مئی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا (النساء: 37) اس آیت کا ترجمہ ہے: اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ بہت احسان کرو اور نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور اسی طرح رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو میں بیٹھنے والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو ان کے ساتھ بھی۔ اور جو متکبر اور اترانے والے ہوں انہیں اللہ ہر گز پسند نہیں کرتا۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آج ہمیں عید منانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے لیکن ایک مؤمن کیلئے حقیقی عید صرف یہی نہیں کہ اچھے کپڑے پہن لئے اچھے کھانے کھا لئے۔ دوستوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھ کر خوش گپیوں میں وقت گزار لیا۔ عید کی نماز پڑھ کر سمجھ لیا کہ اب عید کا فرض تو ادا ہو گیا اس لئے اب کھلی چھٹی ہے جو چاہو کرو۔ نہ اس دن وقت پر ظہر کی نماز کی ادائیگی کا خیال نہ عصر کی نماز کا خیال نہ باقی نمازوں کا خیال اور اگر خیال آیا بھی تو جلدی جلدی جمع کر کے پڑھ لی۔ بلکہ بعض لوگ تو عید کی نماز بھی نہیں پڑھتے اور جب عید کی نماز ہو جاتی ہے تو بڑے اہتمام سے اٹھ کر تیار ہو کر عید کے دن کی جو دوسری رونقیں ہیں ان میں مصروف ہو جاتے ہیں جیسے یہی عید کا مقصد ہے۔ یہ میں بات برائے بات نہیں کر رہا بلکہ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو عید کی نماز بھی نہیں پڑھتے اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں نیند آ گئی تھی ہم سوئے رہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ عید والا دن تو زیادہ عبادت والا دن ہے۔ عام دنوں میں تو پانچ نمازیں فرض ہیں اور عید والے دن چھ نمازیں فرض ہیں۔ حتی کہ عورتوں کو بھی جنہیں بعض دنوں میں نماز معاف ہوتی ہے انہیں بھی عید والے دن عید گاہ جانے کا حکم ہے۔ پس عید کے دن کی بہت اہمیت ہے۔ عید والے دن صرف ایک تہوار منانے کی طرح جمع ہونے کا دن نہیں ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے سپرد کام کئے ہیں ان کا عام دنوں سے بڑھ کر حق ادا کرنا ضروری ہے۔ اپنی عبادت کے بھی حق ادا کرنا ضروری ہے اور بندوں کے حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اس دن یہ عہد کرنا چاہئے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی بھی مستقل کوشش اب کرتا رہوں گا اور بندوں کے حق ادا کرنے کی بھی مسلسل کوشش کرتا رہوں گا تبھی ہماری عیدیں حقیقی عیدیں ہوں گی۔ پس ایسی عیدوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان حقوق کی ادائیگی کی قرآن کریم میں بہت جگہ توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم آج عید کے دن یہ عہد کرتے ہوئے ان حقوق و فرائض کی ادائیگی پر توجہ دیں کہ آئندہ ہم نے ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے جن کا میں عمومی طور پر گزشتہ جمعوں کے خطبات میں بھی ذکر کرتا رہا ہوں تو ہم نے اپنے رمضان کے مقصد کو پا لیا اور عید منانے کے مقصد کو بھی پانے والے ہوں گے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے بعض فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے اور یہ ادا نہ کرنے والے تکبر کرنے والے اور شیخی بگھارنے والے ہیں اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ پس جنہیں اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا نہ ان کا دین ہے نہ دنیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک موقع پر اس کا بڑا سخت انذار فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ انسان چاہتا ہے کہ اچھا کپڑا پہنے اچھی جوتی پہنے خوبصورت لگے تو یہ کس زمرے میں آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تکبر نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو خود خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ آپ نے فرمایا تکبر یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے۔ لوگوں کو ذلیل سمجھے انہیں حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح سے پیش آئے۔ پس عید والے دن اچھے کپڑے پہننا تیار ہونا خوشبو لگانا یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں لیکن ان کو فخر اور تکبر کا ذریعہ بنانا یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ اس آیت میں ان باتوں کی طرف توجہ دلا کر پھر آخر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور شیخی خورے کو پسند نہیں فرماتا ان باتوں میں اللہ تعالیٰ کا بھی حق ہے اور بندوں کا حق بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اب یہ بیشک اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسکی عبادت کی جائے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے لیکن اس کا فائدہ بندے کو ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کا کیا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نمازوں کا عبادتوں کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا فائدہ ہمیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا بدلہ دیتا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور آگ سے دور کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا نماز پڑھ زکوۃ دے اور صلہ رحمی کر۔ یعنی رشتہ داروں سے پیار اور محبت کا سلوک کرو۔ پس دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نواز رہا ہے۔ دنیا میں بھی نواز رہا ہے اور اگلے جہان میں بھی جنت کی خوشخبری دے رہا ہے۔

پھر ایک اور روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو محض للہ دو عیدوں کی راتوں میں عبادت کرے گا اس کا دل ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا جائے گا۔ کتنی بڑی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر عبادت کرنے سے ہمیشہ کیلئے انعام مل رہا ہے۔ پس عید صرف خوشیاں منانے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کی راتوں کو عبادتوں سے زندہ کرنے کا نام ہے اور اس سے ہمیشہ کیلئے پھر روحانی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ رمضان ختم ہوا اب آرام سے سوئیں گے۔ رمضان ختم ہونے اور عید منانے کو ہمیں اپنی عبادتوں سے رخصت یا کمی کا اجازت نامہ نہیں سمجھ لینا چاہئے۔ یہ عبادتیں ہی ہیں جو ہماری دنیوی اور آخری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے کی ضمانت بنیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے عبادتوں کی طرف توجہ دلانے کے بعد اس آیت میں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ فرمایا والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے بعد والدین کا سب سے بڑا احسان ہے جنہوں نے پال پوس کر بڑا کیا۔ یہ ایسا احسان ہے جس کا بدلہ ہم کبھی اتار ہی نہیں سکتے۔ یہاں والدین سے احسان سے مراد ہے کہ ہمیشہ ان سے نرمی اور پیار سے بات کرو۔ ان کا عزت اور احترام کرو۔ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ۔ یعنی انہیں اف بھی نہیں کرنا۔ پس یہ وہ سلوک ہے جس کا ایک مومن کو ماں باپ سے کرنے کا حکم ہے۔ پھر رشتہ داروں سے حسن سلوک کا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رزق کی فراخی چاہتا ہے یا جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں برکت پڑے اور اس کا ذکر خیر زیادہ ہو اسے صلہ رحمی کا خلق اختیار کرنا چاہئے۔ اپنے سگے رشتے دار ہیں یا سسرال کی طرف سے رشتہ دار ہیں ان کا خیال رکھنا چاہئے جو لوگ آسودہ حال ہیں انہیں عید کی خوشیوں میں اپنے عزیزوں کو بھی شامل کرنا چاہئے۔ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں رشتہ داروں سے نیک سلوک کروں تب بھی وہ تعلق توڑتے ہیں تو ایسی صورت میں میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تو جو کہہ رہا ہے اگر وہ سچ ہے تب بھی اسی طرح کرو۔ ان سے نیک سلوک کرو۔ یہ تمہارا ان پر احسان ہے اور جب تک تم ان سے یہ سلوک کرتے رہو گے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرتا رہے گا۔ پس نیک کام کرنا ہمارا کام ہے اور عید کی حقیقی خوشی تبھی ہے جب یہ نیک سلوک بغیر کسی بدلے اور اجر کے انسان کرتا رہے۔

حضور انور نے فرمایا یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ بعض مرد اپنی بیویوں کو اپنے رشتہ داروں سے ملنے سے روکتے ہیں حتی کہ ماں باپ سے بھی ملنے سے روکتے ہیں۔ یہ انتہائی جہالت کی بات ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے والا بننا ہے تو پھر ان لغو اور بیہودہ باتوں کو چھوڑنا ہو گا۔

پھر حقوق العباد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یتیموں اور مسکینوں کا خیال رکھو۔ یہ ایک بہت اہم کام ہے جس کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔ اگر خود کسی یتیم کو نہیں بھی جانتے تو جماعت میں یتامی فنڈ ہے اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہئے۔ عید کی خوشیوں میں یتیموں کو شامل کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی پرورش کرنے کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں یوں اکٹھے ہوں گے جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں اکٹھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح جماعت میں اور بھی امداد کے بعض فنڈ ہیں شادی فنڈ ہے مریضوں کے فنڈ ہیں طلبا کی تعلیم کے فنڈ ہیں اس میں جن کو توفیق ہو حصہ لینا چاہئے۔

پھر اسلام محروموں اور کمزوروں کے حقوق کی بھی بات کرتا ہے۔ ماتحتوں کے حقوق کی بھی بات کرتا ہے۔ کون سا حق ہے جو اسلام نے چھوڑا ہے۔ پھر حقوق کے قائم کرنے کیلئے ایک خوبصورت تعلیم جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے وہ ہے عدل اور انصاف کی تعلیم۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا کہ ایسی سچی گواہی انصاف قائم کرنے کیلئے دو کہ چاہے اپنے خلاف یا اپنے والدین کے خلاف یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف دینی پڑے تو دو۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کرتے ہیں اور یہ باتیں دنیا کو ہمارے لئے جنت بنا دیتی ہیں۔ اصل نیکی جس کی اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے یہی ہے کہ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھا جائے نہ کہ اپنے حق حاصل کرنے کیلئے اس دنیا میں فساد پیدا کیا جائے۔ یہی ایک مؤمن کی شان ہونی چاہئے کہ یہ کوشش کرے کہ اس کے ذمہ کسی کا حق باقی نہ رہے۔ یہی چیزیں ہماری عید کو حقیقی عید بنا سکیں گی۔ صرف ایک دن کی عید نہیں بلکہ ایسی عید جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے دائمی عید بنے گی۔ پھر عید کے موقع پر دنیا کی عمومی فکر بھی ہمیں کرنی چاہئے اس کیلئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ صرف اپنی خوشیوں میں ہی اطمینان نہ حاصل کر لیں۔ دنیا آجکل تباہی کی طرف جا رہی ہے ہمیں اس کی فکر ہے اور ہونی چاہئے کہ انسانیت کو بچانا بھی ہمارا کام ہے۔

پس جیسا کہ میں نے کہا یہ حقوق کی ادائیگی کا صحیح ادراک حاصل کرنا اور دنیا کو اسلام کی تعلیم کا صحیح طور پر بتانا اس کا پتہ دینا اور خود اس پر عمل کرنا یہ تبلیغ کے نئے راستے کھولے گا اور دنیا کو بچانے کا بھی ذریعہ بنے گا۔ ہمیں اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ تباہی اور بربادی کی طرف بڑی تیزی سے لوگ بڑھ رہے ہیں۔ ایسے میں ایک ہی چیز ہے جو دنیا کو تباہی سے بچا سکتی ہے اور وہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان ہے اور اس کی طرف آنا ہے۔ دنیا کو تو نہ اس بات کا ادراک ہے نہ اس کا علم۔ یہ احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کو اس راستے کی طرف رہنمائی کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ عید الفطر 2 مئی 1957ء میں یہی بات بیان فرمائی کہ ہماری عید دراصل وہی عید ہو سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہو۔ اگر ہم عید منائیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ منائیں تو ہماری عید قطعاً عید نہیں کہلا سکتی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید سویاں کھانے سے نہیں آتی نہ شیر خرما کھانے سے آتی ہے بلکہ ان کی عید قرآن اور اسلام کے پھیلنے سے آتی ہے۔ اگر قرآن اور اسلام پھیل جائے تو ہماری عید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے کہ جس مشن کو میں لے کر آیا تھا ابھی تک میری امت نے اسے قائم رکھا ہوا ہے۔ پس کوشش کرو کہ اسلام کی اشاعت ہو قرآن کی اشاعت ہو تا کہ ہماری عید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے کہ ہم ایسی عیدوں کے نظارے دیکھنے والے ہوں ایسی عیدوں کے حصول کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اور کوششوں کو عمل میں لائیں۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: دعا میں اسیران کی رہائی کیلئے، شہداء کے خاندانوں کیلئے، مالی قربانی کرنے والوں کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ واقفین زندگی کیلئے دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں وقف کی روح کو قائم رکھتے ہوئے ایک جوش اور جذبے سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں میں بے انتہا برکت ڈالے اور ہم اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو دنیا میں جلد تر دیکھنے والے ہوں۔

......☆......☆......

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم. اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خداداد رُعب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ابوجہل کے مرعوب ہونے کے متعلق ایک اور روایت بھی آتی ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ خدائی سنّت اسی طرح پر ہے کہ جو لوگ خدا کے مرسلین کے سامنے زیادہ بیباک ہوتے ہیں عموماً انہیں پر خدا تعالیٰ اپنے رسولوں کا رعب زیادہ مسلط کرتا ہے، چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ اراشہ نامی شخص مکہ میں کچھ اونٹ بیچنے آیا اور ابوجہل نے اُس سے یہ اُونٹ خرید لیے مگر اُونٹوں پر قبضہ کر لینے کے بعد قیمت ادا کرنے میں حیل وحجت کرنے لگا۔ اس پر اراشہ جو مکہ میں ایک اجنبی اور بے یار ومددگار تھا بہت پریشان ہوا اور چند دن تک ابوجہل کی منّت وسماجت کرنے کے بعد وہ آخر ایک دن جبکہ بعض رؤسا قریش کعبۃ اللہ کے پاس مجلس جمائے بیٹھے تھے، ان لوگوں کے پاس گیا اور کہنے لگا اے معززین قریش آپ میں سے ایک شخص ابوالحکم نے میرے اُونٹوں کی قیمت دبا رکھی ہے آپ مہربانی کر کے مجھے یہ قیمت دلوا دیں۔ قریش کو شرارت جو سوجھی تو کہنے لگے ایک شخص یہاں محمد بن عبداللہ نامی رہتا ہے تم اس کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں قیمت دلا دے گا اور اس سے غرض ان کی یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بہر حال انکار ہی کریں گے اور اس طرح باہر کے لوگوں میں آپؐ کی سبکی اور ہنسی ہوگی۔ جب اراشہ وہاں سے لوٹا تو قریش نے اس کے پیچھے پیچھے ایک آدمی کر دیا کہ دیکھو کیا تماشا بنتا ہے، چنانچہ اراشہ اپنی سادگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مَیں ایک مسافر آدمی ہوں اور آپ کے شہر کے ایک رئیس ابوالحکم نے میری رقم دبا رکھی ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ مجھے یہ رقم دلوا سکتے ہیں۔ پس آپ مہربانی کر کے مجھے میری رقم دلوا دیں۔‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے کہ چلو مَیں تمہارے ساتھ چلتا ہوں، چنانچہ آپؐ اُسے لے کر ابوجہل کے مکان پر آئے اور دروازہ پر دستک دی۔ ابوجہل باہر آیا تو آپؐ کو دیکھ کر ہکّا بکّا رہ گیا اور خاموشی کے ساتھ آپؐ کا منہ دیکھنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا ’’یہ شخص کہتا ہے کہ اسکے پیسے آپ کی طرف نکلتے ہیں۔ یہ ایک مسافر ہے آپ اس کا حق کیوں نہیں دیتے؟‘‘ اس وقت ابوجہل کا رنگ فق ہو رہا تھا۔ کہنے لگا۔ ’’محمد ٹھہرو! مَیں ابھی اس کی رقم لاتا ہوں۔‘‘ چنانچہ وہ اندر گیا اور اراشہ کی رقم لا کر اسی وقت اسکے حوالے کر دی۔ اراشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت شکریہ ادا کیا اور واپس آکر قریش کی اسی مجلس میں پھر گیا اور وہاں جا کر ان کا بھی شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے مجھے ایک بہت ہی اچھے آدمی کا پتہ بتایا۔ خُدا اُسے جزاء خیر دے اُس نے اُسی وقت میری رقم دِلا دی۔ رؤساء قریش کے مُنہ میں زبان بند تھی اور وہ ایک دوسرے کی طرف حیران ہو کر دیکھ رہے تھے۔ جب اراشہ چلا گیا تو انہوں نے اس آدمی سے دریافت کیا جو اراشہ کے پیچھے پیچھے ابوجہل کے مکان تک گیا تھا کہ کیا قصہ ہوا ہے۔ اُس نے کہا۔ واللہ! ’’مَیں نے تو ایک عجیب نظارہ دیکھا ہے اور وہ یہ کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جا کر ابوالحکم کے دروازہ پر دستک دی اور ابوالحکم نے باہر آکر محمد کو دیکھا تو اسوقت اس کی حالت ایسی تھی کہ گویا ایک قالب بے رُوح ہے اور جونہی کہ اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا کہ اس کی رقم ادا کر دو، اُسی وقت اُس نے اندر سے پائی پائی لا کر سامنے رکھ دی۔‘‘ تھوڑی دیر کے بعد ابوجہل بھی اس مجلس میں آپہنچا۔ اسے دیکھتے ہی سب لوگ اس کے پیچھے ہو لیے کہ اے ابوالحکم تمہیں کیا ہو گیا تھا کہ محمد سے اس قدر ڈر گئے۔ اُس نے کہا۔ خُدا کی قسم! جب مَیں نے محمد کو اپنے دروازے پر دیکھا، تو مجھے یوں نظر آیا کہ اُس کے ساتھ لگا ہوا ایک مَست اور غضبناک اُونٹ کھڑا ہے اور مَیں سمجھتا تھا کہ اگر ذرا بھی چون وچرا کروں گا تو وہ مجھے چبا جائے گا۔

ایک عیسائی غلام سے تعلیم حاصل کرنے کا الزام

جو الزامات قریش مکہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لگائے جاتے تھے اُن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپؐ بعض عیسائیوں سے باتیں سیکھتے ہیں اور پھر انہیں اپنا رنگ دے کر اپنی تعلیم کے طور پر پیش کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں خاص طور پر ایک جبر نامی عیسائی کا نام لیا جاتا تھا جو مکہ کے ایک مشرک رئیس ابن حضرمی کا غلام تھا۔ یہ شخص چونکہ عیسائی تھا اور عیسائیت کی تعلیم بُت پرستی کی نسبت اسلام کے زیادہ قریب تھی اور مکہ کے مناظر میں جبر کو شرک اور بُت پرستی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا، اس لیے وہ کبھی کبھی اپنے مذہبی شوق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا رہتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے شوق کو دیکھ کر کبھی کبھی اس کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور اسلام کی تبلیغ فرماتے تھے۔ قریش نے یہ نظارہ دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے کی غرض سے یہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ ’’محمد تو جبر سے تعلیم حاصل کرتا ہے۔‘‘ اسلام اور مسیحیت کی تعلیم کے اختلاف اور جبر کی علمی حیثیت کو دیکھتے ہوئے یہ ایک نہایت فضول اور لغو اعتراض تھا، مگر قریش کو تو صرف اعتراض کی ضرورت تھی۔ معقول یا غیر معقول ہونے سے سروکار نہ تھا۔ اس لیے وہ بڑے شوق سے اس اعتراض کو دوہراتے رہے۔ قرآن شریف نے اس اعتراض کا خوب جواب دیا ہے کہ جس شخص کی طرف تم محمد رسول اللہ کی تعلیم کو منسوب کرتے ہو اس کی زبان تو ظاہری اور معنوی ہر دو رنگ میں گنگ ہے، پھر وہ قرآن جیسی کتاب میں محمد رسول اللہ کا استاد کس طرح ہو سکتا ہے۔ یعنی یہ شخص غیر عربی ہونے کی وجہ سے اس فصیح اور بلیغ عربی کلام کا معلّم کس طرح سمجھا جا سکتا ہے جو قرآن شریف میں استعمال ہوا ہے اور دُوسری طرف معنوی رنگ میں اس شخص کی جہالت معارفِ قرآنی کا سرچشمہ کس طرح قرار دی جا سکتی ہے۔

قرآنی آیات محولہ بالا میں جو عجمی یعنی غیر عربی کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ابھی اناجیل کا عربی ترجمہ نہیں ہوا تھا، اس لیے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبر اناجیل کے کوئی حصّے سُناتا ہوگا تو وہ لازماً عبرانی یا یونانی میں ہوں گے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کس طرح سمجھتے اور کس طرح عربی کے قالب میں ڈھالتے ہوں گے۔

بعض روایتوں میں جبر کے سوا بعض اور لوگوں کے نام بھی اس تعلق میں بیان ہوئے ہیں جن کے متعلق قریش اعتراض کیا کرتے تھے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھاتے ہیں۔ مگر لطیفہ یہ ہے کہ یہ سب لوگ غلاموں کے طبقہ میں سے تھے۔ بہر حال قریشِ مکہ نے کچھ دن اس اعتراض کو شہرت دے کر بھی اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی مگر جو آگ نہ بجھنے والی تھی وہ کیسے بجھتی؟

اَبتر ہونے کا الزام

انہی ایّام میں بعض قریش نے یہ کہہ کر بھی اپنے دل کو تسلّی دینے کی کوشش کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو لاوارث اور بے نسل ہے۔ چند دن تک اس کا سلسلہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس پر یہ وحی نازل ہوئی کہ:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ○ یعنی ’’اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تیری نسل اور تیری برکات وفیض کے سلسلہ کو بہت لمبا بنایا ہے۔ پس تو خدا کیلئے اپنے نفس کی طاقتوں اور اپنی نسل واموال کو بیشک بے دریغ خرچ کر۔ کیونکہ یہ خزانہ ختم ہونے والا نہیں ہے، البتہ تیرے بدخواہ دشمنوں کے سارے سِلسلے مٹا دیئے جائیں گے۔‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جس شاندار اور آپؐ کے معاندین کیلئے جس ہیبت ناک طریق پر آپؐ کا یہ الہام پورا ہوا ہے وہ تاریخ کا ایک کھلا وَرق ہے جسے کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ انہی اعتراض کرنے والوں کی اولاد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو کر اس بات پر مہر لگا دی کہ نہ صرف قریش بلکہ تمام قبائلِ عرب میں سے اگر کسی شخص کی نسل حقیقتاً قائم رہی ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ ہیں۔

قریش کی طرف سے مصالحت کی تجویز

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ان ایّام میں قریش سخت پیچ وتاب کھا رہے تھے اور ہر شخص اس سوچ میں پڑا ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا کس طرح مقابلہ کیا جائے۔ اس ادھیڑ بُن میں ایک دن روسائے قریش میں سے ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل اور اُمیہ بن خلف وغیرہ آپس میں بات کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ ’’اے محمد! یہ اختلاف تو بہت بڑھتا جاتا ہے اور ہمارا قومی شیرازہ بکھر رہا ہے۔ کیا کوئی باہم مصالحت کی تدبیر نہیں ہو سکتی؟‘‘ آپؐ نے دریافت فرمایا۔ ’’وہ کیسے؟‘ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اور تم اپنی عبادت کو مشترک کر لیتے ہیں۔ یعنی تم اپنے خدا کے ساتھ ہمارے بتوں کو بھی پُوج لیا کرو اور ہم اپنے بتوں کی عبادت میں تمہارے خدا کو بھی شریک کر لیا کریں گے۔ اس طرح مصالحت سے ایک یہ فائدہ بھی ہوگا کہ ہم میں سے جو فریق حق اور راستی پر ہے اس کا فائدہ دُوسرے کو بھی پہنچتا رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا ذرا غور تو کرو یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ مَیں اپنے خُدا کو مانتے ہوئے تمہارے بتوں کو کس طرح پوج سکتا ہوں اور تم بُت پرستی پر قائم رہتے ہوئے میرے خُدا کی پرستش کس طرح کر سکتے ہو؟ یہ دونوں باتیں تو ایک دُسرے کے اس قدر مخالف اور متضاد واقع ہوئی ہیں کہ کسی طرح ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں، چنانچہ انہی ایام میں قرآن شریف کی یہ آیات نازل ہوئیں کہ:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ○ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ○ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ○ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ○ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ○ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ○ ’’یعنی اے کفّار کے گروہ! جن بتوں کو تم پُوجتے ہو مَیں انہیں قابل پرستش نہیں سمجھتا۔ اور نہ تم اپنے بتوں کو پُوجتے ہوئے میرے خدا کی پرستش کر سکتے ہو۔ پس یہ ناممکن ہے کہ مَیں کبھی تمہارے بتوں کی پرستش کروں جس طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ تم اپنے بتوں پر ایمان لاتے ہوئے میرے واحد ولاشریک خُدا کے سامنے جھکو۔ میرا دین اور ہے اور تمہارا دین اور ہے اور یہ دونوں کبھی بھی ایک جگہ مِل نہیں سکتے۔‘‘

اس جواب سے قریش نے سمجھ لیا کہ ان کے اس ہوائی قلعہ کے کوئی پاؤں نہیں ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف قریش کا معاہدہ اور مسلمانوں کا بائیکاٹ

قریش کو ان کی اُوپر تلے کی ناکامی نے سخت مشتعل کر دیا تھا۔ سب سے اوّل ابوطالب کے معاملہ میں اُنہیں ذلّت کا منہ دیکھنا پڑا اور وہ بنو ہاشم کو مُسلمانوں سے جُدا نہ کر سکے۔ اس کے بعد اُنہوں نے مُسلمانوں کو ہر طرح کے مصائب وآلام میں مبتلا کر کے دیکھ لیا کہ یہ چٹان اپنی جگہ سے ملنے والی نہیں ہے۔ بعدہ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے اسلام نے ان کی آنکھیں اس حقیقت کے دیکھنے کیلئے کھول دیں کہ شروع شروع میں مخالف رہنے کے بعد بھی ان کے بڑے سے بڑے لوگ اسلام کی رَو میں بہہ جانے سے محفوظ نہیں ہیں۔ زاں بعد حبشہ کا وفد نجاشی کے دربار سے خائب وخاسر ہو کر لوٹا اور قریش کو اس معاملہ میں سخت ذلّت نصیب ہوئی اور اب اُنہوں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلسلہ جنبانی کر کے ایسی مُنہ کی کھائی کہ باید وشاید۔ اِن پے درپے ناکامیوں اور ذلتوں نے قریش کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی؛ چنانچہ اُنہوں نے ایک عملی اقدام کے طور پر باہم مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام افراد بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات قطع کر دیئے جاویں اور اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت سے دستبردار نہ ہوں تو ان کو ایک جگہ محصور کر کے تباہ کر دیا جاوے، چنانچہ محرّم 7 نبوی میں ایک باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا کہ کوئی شخص خاندان بنو ہاشم اور بنو مطلب سے رشتہ نہیں کرے گا اور نہ ان کے پاس کوئی چیز فروخت کرے گا۔ نہ اُن سے کچھ خریدے گا اور نہ اُن کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز جانے دے گا اور نہ اُن سے کسی قسم کا تعلق رکھے گا۔ جب تک کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے الگ ہو کر آپ کو ان کے حوالے نہ کر دیں۔ یہ معاہدہ جس میں قریش کے ساتھ قبائل بنو کنانہ بھی شامل تھے، باقاعدہ لکھا گیا اور تمام بڑے بڑے رؤساء کے اُس پر دستخط ہوئے اور پھر وہ ایک اہم قومی عہد نامہ کے طور پر کعبہ کی دیوار کے ساتھ آویزاں کر دیا گیا؛ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بنو ہاشم اور بنو مطلب کیا مسلم اور کیا کافر (سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کے جس نے اپنی عداوت کے جوش میں قریش کا ساتھ دیا) شعب ابی طالب میں

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ عنہ)

(603) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شیعوں کے عقائد کے ضمن میں ایک غالی شیعہ کی کہانی کبھی کبھی سُنایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ایک شیعہ جب مرنے لگا تو اس نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ مَیں تم کو اب مرتے وقت ایک وصیّت کرتا ہوں جس کو اگر یاد رکھو گے تو تمہارا ایمان قائم رہے گا اور یہ نصیحت میری تمام عمر کا اندوختہ ہے۔ وہ نصیحت یہ ہے کہ آدمی اس وقت تک سچا شیعہ نہیں ہو سکتا جب تک اُسے تھوڑی سی عداوت حضرت امام حسنؓ سے بھی نہ ہو۔ اس پر اس کے عزیز ذرا چونکے تو وہ کہنے لگا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ اپنی خلافت بنوامیّہ کے سپرد نہ کر دیتے اور ان سے صلح نہ کر لیتے تو شیعوں پر یہ مصیبت نہ آتی۔ اصل میں ان کا قصور تھا۔ سو دل میں ان سے کچھ عداوت ضرور رکھنی چاہئے۔ پھر چپ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا کہ اب اس سے بڑھ کر نکتہ بتاتا ہوں۔ میرے مرنے کا وقت قریب آ گیا ہے مگر یہ سُن رکھو کہ شیعہ سچا وہی ہے جو تھوڑی سی عداوت حضرت علیؓ کے ساتھ بھی رکھے کیونکہ حضرت علیؓ شیر خدا اور رسول خدا کے وصی تھے مگر ان کی آنکھوں کے سامنے ابوبکر اور عمر نے خلافت غصب کر لی مگر وہ بولے تک نہیں اگر اس وقت وہ ہمت دکھاتے تو منافقوں کا غلبہ اس طرح نہ ہو جاتا۔ اسکے بعد وہ پھر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ لو اب اس سے بھی ضروری بات بیان کرتا ہوں۔ سچے شیعہ کو ضرور تھوڑی سی عداوت آنحضرتؐ سے بھی رکھنی چاہئے کہ اگر وہ ابوبکر اور عمر کا فیصلہ اپنے سامنے کر جاتے اور علیؓ کی خلافت سب کے سامنے کھول کر بیان کر دیتے اور اپنا جانشین انہیں بنا جاتے تو پھر یہ فساد اور مصیبتیں کیوں آتیں۔ ان کا بھی اس میں قصور ہے کہ بات کو کھولا نہیں۔ پھر ذرا اُٹھ کر کہنے لگا کہ اب تو میرے آخری سانس ہیں ذرا آگے آ جاؤ۔ دیکھو اگر تم دل سے شیعہ ہو تو جبرائیل سے بھی ضرور تھوڑی سی عداوت رکھنا۔ جب خدا نے وحی حضرت علیؓ کی طرف بھیجی تو وہ حضرت علی کی بجائے آنحضرت کی طرف لے آیا اور اس طرح ہمارا تمام کام بگاڑ دیا۔ خواہ بھُول گیا یا جان بوجھ کر ایسا کیا مگر اس کا قصور ضرور ہے۔ اسکے بعد ذرا چپ رہا۔ جب بالکل آخری وقت آ گیا تو کہنے لگا ذرا اور نزدیک ہو جاؤ۔ یہ آخری بات ہے اور بس۔ جب وہ لوگ آگے ہوئے تو کہنے لگا آدمی اس وقت تک کامل شیعہ نہیں ہو سکتا جب تک کچھ تھوڑی سی عداوت خدا سے بھی نہ رکھے۔ کیونکہ سارا فساد اسی سے نکلا ہے اگر وہ ان تمام معاملات کو پہلے ہی صفائی سے طے کر دیتا اور جھگڑوں میں نہ الجھاتا تو نہ حضرت علیؓ محروم ہوتے نہ امام حسینؓ شہید ہوتے اور نہ غاصب کامیاب ہوتے۔ یہ کہہ کر بیچارے کا دم نکل گیا۔

اس قصہ کے بیان کرنے سے حضرت صاحب کا مطلب یہ تھا کہ انسان اگر شیعوں والے عقائد اختیار کرے گا تو اس کا لازمی اور آخری نتیجہ یہ ہے کہ اہل بیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ تک کو ترک کرنا پڑے گا اور ان سے بدظنی کرنی پڑے گی۔ سو ایسا مذہب بالبداہت باطل ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ مَیں نے بھی حضرت صاحب سے یہ روایت سُنی ہوئی ہے۔ حضرت صاحب جب یہ روایت فرماتے تھے تو بہت ہنستے تھے اور جب اس شیعہ کی زبانی عداوت رکھنے کا ذکر فرماتے تھے تو بعض اوقات انگلی کے اشارے سے فرمایا کرتے تھے کہ بس اتنی سی عداوت فلاں سے بھی چاہئے اور اتنی سی فلاں سے۔

(604) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مرحوم کا نام اصل میں کریم بخش تھا۔ حضرت صاحب نے ان کا یہ نام بدل کر عبدالکریم رکھ دیا۔ مَیں نے اس تبدیلی کے بہت دیر بعد بھی مولوی صاحب مرحوم کے والد صاحب کو سُنا کہ وہ انہیں کریم بخش ہی کہہ کر پکارتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عربی ترکیب کے نام زیادہ پسند تھے۔

(605) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتابوں کی کاپی اور پروف خود دیکھا کرتے تھے۔ اور جب کوئی عربی کتابیں لکھتے تو وہ خود بھی دیکھتے تھے اور بعض علماء کو بھی دکھانے کا حکم دیدیا تھا۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو عربی اور فارسی کتب کے تمام پروف بطور ایک مصحح کے بالاستیعاب دیکھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک عربی کتاب کی بابت فرمایا کہ اس کے پروف مولوی عبدالکریم صاحب کے دیکھنے کے بعد مولوی نورالدین صاحب کو بھی دکھائے جایا کریں۔ کسی نے عرض کیا کہ اس کی کیا ضرورت ہے؟ فرمانے لگے، مولوی صاحب ہماری کتابیں کم پڑھتے ہیں اس طرح ان کی نظر سے گذر جائیں گی۔

(606) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت میرے دل میں شہتوت کھانے کی خواہش پیدا ہوئی مگر مَیں نے اس خواہش کا کسی کے سامنے اظہار نہ کیا۔ اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آج ہم باغ کی طرف سیر کیلئے جائیں گے۔ چنانچہ اسی وقت چل پڑے۔ باغ میں دو چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ باغ کے رکھوالے دو بڑے ٹوکرے شہتوتوں سے بھرے ہوئے لائے اور حضور کے سامنے رکھ دیئے۔ سب دوست چارپائیوں پر بیٹھ گئے۔ بے تکلفی کا یہ عالم تھا کہ حضور پائینتی کی طرف بیٹھے ہوئے تھے اور دوست سرہانے کی طرف۔ سب دوست شہتوت کھانے لگے۔ حضور نے میر ناصر نواب صاحب مرحوم سے فرمایا کہ میر صاحب! شہتوت میاں عبدالعزیز کے آگے کریں۔ چنانچہ کئی مرتبہ حضور نے یہی فرمایا حالانکہ میں کھا رہا تھا۔ پھر بھی حضور نے ٹوکرا میرے آگے کرنے کی بار بار تاکید فرمائی۔ میں شرمندہ ہو گیا کہ شاید حضور کو میری خواہش کا علم ہو گیا ہے۔

(607) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خواجہ عبدالرحمن صاحب ساکن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب کبھی کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو السلام علیکم کہتا تھا تو حضور عموماً اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتے اور محبت سے سلام کا جواب دیتے۔

(608) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب لکھنوی جب لاہور میں پڑھتے تھے تو ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آئے اور کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ بعد میں کسی نے عرض کیا کہ حضور ان کی داڑھی مُنڈھی ہوئی تھی۔ حضور نے بڑے تعجب سے فرمایا: اچھا کیا ان کی داڑھی مُنڈی ہوئی تھی؟ ہم نے غور نہیں کیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو آنکھ اُٹھا کر تاڑنے کی عادت نہیں تھی۔ اور داڑھی کے متعلق عموماً فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو پہلے ایمان کا فکر ہوتا ہے۔ اگر ایمان درست اور کامل ہو جائے تو یہ کمزوریاں خود بخود دُور ہو جاتی ہیں۔ جو شخص اسلام کو سچا جانتا ہے اور ہمیں دل سے صادق سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ اسلام کی ہر تعلیم رحمت ہے تو وہ جب دیکھے گا کہ آنحضرت ﷺ داڑھی رکھتے تھے اور ہم بھی داڑھی رکھتے ہیں تو اس کا ایمان اس سے خود داڑھی رکھوالے گا لیکن ایمان ہی خام ہو تو خالی داڑھی کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ پس باوجود داڑھی منڈوانے کو بُرا سمجھنے کے آپ اپنی تقریر و تحریر میں اس کا زیادہ ذکر نہیں فرماتے تھے بلکہ اصل توجہ ایمان کی درستی اور اہم اعمال صالحہ کی طرف دیتے تھے اور اگر کوئی داڑھی منڈوانے والا شخص آپ کی مجلس میں آتا تھا تو آپ اُسے ٹوکتے نہیں تھے۔

(609) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت صاحب جب مسجد میں بیٹھ کر گفتگو فرماتے تو بعض لوگ درمیان میں دخل در معقولات کر بیٹھتے اور بات کاٹ کر اپنے قصے شروع کر دیتے مگر حضرت اقدس اس سے کبھی رنجیدہ خاطر نہ ہوتے۔ اگرچہ دوسرے احباب اس امر کو بہت محسوس کرتے کہ ہم دُور دُور سے حضرت کی باتیں سننے آتے ہیں مگر یہ لوگ اپنی ان باتوں سے ہمیں حضور کے کلام سے محروم کر دیتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ درست ہے کہ حضرت صاحب ہر شخص کی بات کو خواہ وہ لاتعلق اور لایعنی ہی ہو اور خواہ کتنی لمبی ہو توجہ سے سُنتے تھے۔ مگر حضور کی بات کاٹنے کے متعلق جو بات محقق صاحب نے کہی ہے اس کے متعلق یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا بلکہ صرف بعض ناسمجھ لوگ کبھی کبھی ایسا کر بیٹھتے تھے۔ ورنہ سمجھدار لوگ آپ کی بات کاٹنے کو بے ادبی خیال کرتے تھے۔

(610) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اس عاجز کے استاد تھے۔ میں نے عربی، انگریزی، فارسی اور قرآن مجید کا کچھ حصہ ان سے پڑھا ہے۔ وہ ٹھنڈے پانی کے بہت عاشق تھے۔ بیت الفکر کے اُوپر جو کمرہ مسجد مبارک کے بالائی صحن میں کھلتا ہے اس میں رہا کرتے تھے۔ پیاس لگتی تو کسی دوست یا شاگرد کو مسجد اقصیٰ میں تازہ پانی لانے کیلئے بھیجتے اور جب وہ شخص واپسی پر گلی میں نظر آتا تو اُوپر سے ہی کھڑکی کے اندر سے آواز دیتے کہ جلدی لاؤ ورنہ پانی کی آب ماری جائے گی۔ غرض ان کو ٹھنڈے پانی اور برف سے بے حد رغبت تھی۔ جب کبھی حضرت صاحب امرتسر یا لاہور سے برف منگواتے تو ان کو ضرور بھجا کرتے تھے اور کبھی مولوی صاحب مرحوم مجھے فرماتے کہ گھر میں برف ہے؟ مَیں کہتا کہ ہاں ہے تو کہا کرتے کہ حضرت صاحب سے نہ کہنا کہ عبدالکریم مانگتا ہے مگر کسی طرح سے لے آؤ۔ مَیں آ کر حضرت سے کہتا کہ مولوی عبدالکریم صاحب کیلئے کچھ برف چاہئے۔ یہ نہ کہتا کہ وہ مانگ رہے ہیں۔ آپ فرماتے کہ ہاں ضرور لے جاؤ بلکہ خود نکال کر دیدیتے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے کنوئیں کا پانی خنکی کیلئے بہت مشہور تھا اور سارے قادیان میں اول نمبر پر سمجھا جاتا تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بہت ادبی مذاق رکھتے تھے اور انہیں اس بات کی طرف بہت توجہ تھی کہ اپنے کلام میں فصاحت پیدا کریں۔ اس روایت میں بھی ''پانی کی آب'' کا محاورہ ان کی ادبی ندرت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

بقیہ سیرۃ النبیؐ از صفحہ 9

جو ایک پہاڑی دَرّہ کی صورت میں تھا، محصور ہو گئے اور اس طرح گویا قریش کے دو بڑے قبیلے مکہ کی تمدنی زندگی سے عملاً بالکل منقطع ہو گئے اور شعب ابی طالب میں جو گویا بنو ہاشم کا خاندانی دَرّہ تھا قیدیوں کی طرح نظر بند کر دیئے گئے۔ چند گنتی کے دُوسرے مسلمان جو اس وقت مکہ میں موجود تھے وہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔

جو جو مصائب اور سختیاں ان ایام میں ان محصورین کو اُٹھانی پڑیں اُن کا حال پڑھ کر بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ صحابہ کا بیان ہے کہ بعض اوقات اُنہوں نے جانوروں کی طرح جنگلی درختوں کے پتّے کھا کھا کر گذارہ کیا۔ سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کے وقت ان کا پاؤں کسی ایسی چیز پر جا پڑا جو تر اور نرم معلوم ہوئی تھی (غالباً کوئی کھجور کا ٹکڑا ہوگا) اس وقت ان کی بھوک کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے فوراً اُسے اٹھا کر نگل لیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آج تک پتہ نہیں کہ وہ کیا چیز تھی۔ ایک دوسرے موقع پر بھوک کی وجہ سے ان کا یہ حال تھا کہ اُنہیں ایک سوکھا ہوا چمڑا زمین پر پڑا ہوا مل گیا تو اُسی کو اُنہوں نے پانی میں نرم اور صاف کیا اور پھر بھُون کر کھایا اور تین دن اسی غیبی ضیافت میں بسر کئے۔ بچوں کی یہ حالت تھی کہ محلّہ سے باہر ان کے رونے اور چلّانے کی آواز جاتی تھی جسے سُن سُن کر قریش خوش ہوتے۔ لیکن مخالفین اسلام سب ایک سے نہ تھے۔ بعض یہ دردناک نظارے دیکھتے تھے تو ان کے دل میں رحم پیدا ہوتا تھا۔ چنانچہ حکیم بن حزام کبھی کبھی اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کیلئے خفیہ خفیہ کھانا لے جاتے تھے۔ مگر ایک دفعہ ابوجہل کو کسی طرح اس کا علم ہو گیا تو اس کمبخت نے راستہ میں بڑی سختی کے ساتھ روکا اور باہم ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی۔ یہ مصیبت برابر اڑھائی تین سال تک جاری رہی اور اس عرصہ میں مُسلمان سوائے حج وغیرہ کے موسم کے جب کہ اشہر حرم کی وجہ سے امن ہوتا تھا باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 162 تا 167 مطبوعہ 2006 قادیان)

جلسہ کے ایام میں کثرت سے دعائیں کریں، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کرتے رہیں، درود شریف کا التزام کریں اور کثرت سے استغفار کریں

نماز باجماعت خاص فکر اور توجہ سے ادا کریں اور نوافل اور تہجد پڑھنے کی طرف بھی توجہ دیں
اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں، اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں بڑھائیں

یہ دعا مانگیں کہ اَے اللہ ہم تیری رضا کے حصول اور تیرے ذکر میں بڑھنے اور
تیری محبت کے حصول کیلئے جلسہ میں شامل ہوئے ہیں، اپنی اُن تمام برکات سے ہمیں متمتع فرما جو تُو نے اس جلسے سے وابستہ کی ہیں

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے 97ویں جلسہ سالانہ منعقدہ 11 تا 13 مارچ 2022ء کے موقع پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

11/مارچ 2022ء

اسلام آباد (یو.کے)

پیارے احبابِ جماعت بنگلہ دیش

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ کو اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں میں سے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر ملے ایک یہ بھی ہے اور یہ بہت بڑا فضل اور انعام ہے جو ہمیں جلسہ سالانہ کی صورت میں مل رہا ہے تاکہ ہم اپنی روحانی اور اخلاقی اور علمی بہتری کے لئے کوشش کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور تقویٰ میں بڑھنے کے سامان کر سکیں۔ آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خوانخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحتِ نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، جلد نمبر 1، صفحہ 440)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کو خالصۃً للّٰہی جلسہ ہونے کی خواہش اور دعا کی ہے اور اس کا ایک بہت بڑا مقصد آپس میں محبت و اخوت کا رشتہ قائم کرنا بھی بیان فرمایا ہے۔ ایک دوسرے کا خیال رکھنا، اپنے بھائی کے لیے اگر ضرورت پڑے تو اپنے حق چھوڑنے کا حوصلہ رکھنا بھی آپس میں محبت و اخوت کو بڑھانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جلسہ کے ان ایام میں کثرت سے دعائیں کریں۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کرتے رہیں۔ درود شریف کا التزام کریں اور کثرت سے استغفار کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کا ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ

’’دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔‘‘ (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 351)

پس اس محبت کے حصول کیلئے جلسے کے پروگرام میں خاص طور پر شامل ہوں، اسے سنیں، غور کریں۔ جلسے کے دوران بھی اور چلتے پھرتے بھی ذکرِ الٰہی کرتے رہیں اور نماز باجماعت خاص فکر اور توجہ سے ادا کریں اور نوافل اور تہجد پڑھنے کی طرف بھی توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں بڑھائی جائے۔ اور یہ بہت بڑا کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سپرد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کی محبت ہمارے دلوں پر غالب آجائے۔ اگر جلسے میں شامل ہونے والے اس مقصد کو سامنے رکھ کر اسکے حصول کی بھرپور کوشش کریں گے تو سمجھیں آپ نے اپنے مقصد کو پالیا۔

جلسہ کی کارروائی کے دوران بھی اور وقفوں میں بھی اور رات کو بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ یہ دعا مانگیں اور عہد کریں کہ اے خدا! ہم نیک نیت ہو کر تیرے مسیح کے جاری کردہ جلسے میں شامل ہوئے جو یقیناً تیری خاص تائیدات اور اذن سے جاری ہوا۔ اس میں تیری رضا کے حصول اور تیرے ذکر میں بڑھنے اور تیری محبت کے حصول کیلئے شامل ہوئے ہیں۔ اپنی ان تمام برکات سے ہمیں متمتع فرما جو تو نے اس جلسے سے وابستہ کی ہیں اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا فرما جو تُو چاہتا ہے اور جس کو قائم کرنے کیلئے تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو اس زمانے میں بھیجا ہے تاکہ ہم اس کی بیعت میں حقیقی رنگ میں شامل ہونے والے بن سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو جماعت قائم کرنے آئے تھے وہ ایسے لوگوں کی جماعت تھی جو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہیں اور اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ صرف ہمارا اعتقاد ہمیں نہیں بچائے گا، نہ ہمارا اعتقاد انقلابی تبدیلیاں لائے گا بلکہ ہمارے عمل ہیں جو انقلاب لائیں گے انشاء اللہ۔ اور سب سے بڑھ کر ہماری دعائیں ہیں جو جب اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا تو دنیا میں ایک انقلاب برپا ہوگا اور دعائیں کرنے کا بہترین ذریعہ نمازیں ہی ہیں۔ پس اپنی نمازوں کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے اور جب مجموعی طور پر تمام دنیا کے رہنے والے احمدیوں کا رُخ ایک طرف ہوگا تو یہ دعاؤں کے دھارے ایک انقلاب لانے کا باعث بنیں گے۔

پس خلافت کے ہاتھ مضبوط کرنے کیلئے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تاکہ وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے، جس کے نتیجے میں دنیا کی اکثریت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے، وہ جو دعاؤں کے ذریعے سے عمل میں آنا ہے، وہ عمل میں آئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار مختلف رنگ میں اپنے ماننے والوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی ہے تاکہ جہاں ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں، خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ کے رحم سے حصہ لے کر اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بھی ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 15)

اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ اپنے اندر پاک تبدیلیوں اور عملی اصلاح کے عزم لے کر اپنے گھروں کو لوٹیں۔ اللہ آپ کو جلسہ کی تمام علمی اور روحانی برکتوں سے فیضیاب فرمائے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 29/اپریل 2022ء)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یاد رکھو جو شخص سختی کرتا ہے اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 126)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپیور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کا شرف پہلے سے حاصل ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ پھر آئیں اور اپنی نبوت کو کھو دیں (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 114)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

خدام اور اطفال کی تربیت کرنا انصار کا کام ہے، اپنے گھروں کی، اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں

یہی اصل کوشش ہے کہ اگلی نسل کو سنبھالنا ہے، ایک ناصر کو صرف اپنی فکر نہیں کرنی چاہئے، اپنی نسل کی فکر بھی کرنی چاہئے

اسلام کے خلاف تعصب اور منفی خیالات کا صحیح جواب تو یہی ہے کہ تبلیغ اتنی ہی زیادہ کی جائے جتنی زیادہ مخالفت ہے

اپنی تبلیغی کاوشیں اَور تیز کردیں اور اسلام کی پُرامن تعلیمات کا خوب پرچار کریں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کی (آن لائن) ملاقات

مورخہ 19 / جون 2021ء کو مجلس عاملہ انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آن لائن ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضور انور نے اس میٹنگ کی صدارت اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے فرمائی جبکہ ممبران مجلس عاملہ نے بیت النور Wigoltingen سے شرکت کی۔

دعا کے بعد حضور انور نے مجلس عاملہ کے ہر ممبر سے انفرادی طور پر ان کی ذمہ داریوں اور فرائض کے بارے میں دریافت فرمایا۔ ان میں سے ہر ایک کو اپنے شعبہ کی مساعی کی رپورٹ پیش کر کے حضور انور سے راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا۔

میٹنگ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کو جماعت کے نوجوانوں کی اخلاقی اور مذہبی تربیت کیلئے پروگرام ترتیب دینے اور اپنا مثالی نمونہ پیش کرنے پر زور دیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اپنے گھروں کی، اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ خدام اور اطفال کی تربیت کرنا انصار کا کام ہے۔ اور جب تک ان کے اپنے نمونے قائم نہیں ہوں گے وہ بچوں کی تربیت کیا کریں گے، نوجوانوں کی اور بچوں کی کیا تربیت کریں گے۔ اس لیے یہ دیکھیں کہ انصار صرف خود ہی نہ نمازیں پڑھنے والے ہوں اور خود ہی نہ قرآن پڑھنے والے ہوں بلکہ ان کے گھروں میں ان کی بیویاں بھی، بیٹیاں بھی، بیٹے بھی، بچے بھی نمازیں پڑھنے والے ہوں، قرآن پڑھنے والے ہوں۔ تربیت کا ایسا پلان ہونا چاہیے۔ یہی تو اصل کوشش ہے کہ اگلی نسل کو سنبھالنا ہے۔ خود تو سنبھالے گئے، خود تو قرآن پڑھ لیا، نماز پڑھ لی اور چلے گئے اگلے جہان میں۔ تو پیچھے جو نسل چھوڑ کے جا رہے ہیں ان کو بھی تو اس نہج پہ چلنا چاہیے۔ ایک ناصر کو صرف اپنی فکر نہیں کرنی چاہیے، اپنی نسل کی فکر بھی کرنی چاہیے۔

حضور انور نے مجلس انصار اللہ کو جسمانی طور پر مزید فعال ہونے کی طرف توجہ دلائی اور انہیں پیدل چلنے اور سائیکل چلانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اس سے ان کی ذہنی قوت اور صلاحیتوں پر مثبت اثر پڑے گا اور انہیں بہتر رنگ میں جماعت احمدیہ کی خدمت کی توفیق ملے گی۔

حضور انور نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پائے جانے والے تعصّب کے بارے میں فرمایا کہ ایسے حالات میں احمدی مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی تبلیغی کاوشیں اَور تیز کردیں اور اسلام کی پُرامن تعلیمات کا خوب پرچار کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ تبلیغ کی طرف بھی توجہ دیں۔ جتنی زیادہ مخالفت ہے تبلیغ اتنی زیادہ ہونی چاہیے۔ اسلام کے خلاف جو یہاں (منفی) خیالات پائے جاتے ہیں اس کا جواب صحیح تو یہی ہے کہ تبلیغ اتنی زیادہ کی جائے۔

حضور انور نے 2009ء میں سوئٹزرلینڈ میں پاس ہونے والے ایک قانون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں میناروں کی تعمیر پر پابندی لگائی گئی ہے اور اس سال کے شروع میں سوئس پبلک نے پبلک مقامات پر پردے کی پابندی کے حق میں ووٹ دیا ہے۔ اس حوالے سے مجلس عاملہ کے ایک ممبر نے اپنے خیال کا اظہار کیا کہ سیاسی جماعتیں اپنے ووٹ بنانے کی خاطر اسلام اور مسلمانوں کو نشانہ بناتی ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: تو اس کا مطلب ہے کہ پولیٹیکل پارٹی نے لوگوں کی psyche کو دیکھ کے ایجنڈا بنایا۔ اس کا مطلب ہے کہ عام پبلک میں اس قسم کی tendency ہے یا اسلام کے خلاف کچھ نہ کچھ (تحفظات) ہیں جن کی وجہ سے پولیٹیکل پارٹیز بھی اپنے انٹرسٹ (interest) کو حاصل کرنے کیلئے ایجنڈا بناتی ہیں۔

کسی مسلمان کے اپنے عقائد کے اظہار پر سوئٹزرلینڈ میں قانونی پابندی پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ پھر وہاں human rights یا religious rights، freedom of religion تو نہ ہوا۔ ایک طرف سوئٹزرلینڈ کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم بالکل آزاد ہیں اور ہم کسی انفلوئنس میں نہیں آتے دوسری طرف جو freedom of religion ہے اور freedom of expression ہے freedom of portrait of their belief ہے وہ کوئی نہیں ہے۔

حضور انور نے مکرم خادم حسین وڑائچ صاحب سے گفتگو فرمائی جن کے بیٹے مکرم عبد الوحید وڑائچ صاحب اس سال کے شروع میں ایک حادثہ میں ماؤنٹ ایورسٹ کو سر کرنے کے بعد واپسی پر وفات پا گئے تھے۔ مرحوم نے یہ مشن اپنے ذمہ لیا تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کا جھنڈا دنیا کی سب اونچی چوٹیوں پر لہرائیں گے۔

تعزیتی کلمات اور دعاؤں کے بعد حضور انور نے فرمایا: بڑا افسوس ہوا ہے آپ کے بیٹے کی وفات کا۔ اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کرے اور ان شاء اللہ کسی وقت اس کا جنازہ بھی پڑھا دوں گا۔ بہر حال وہ ایک مقصد کیلئے گیا تھا اور وہ ہمیشہ مقصد پورا کرتا رہا، اس لحاظ سے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی شہادت ہی ہے کیونکہ اس کا ایک نیک مقصد تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کا اجر دے۔ جہاں اپنے لحاظ سے جو اس نے سوچا وہاں اسلام کا پیغام، احمدیت کا پیغام پہنچایا اور جھنڈا بھی گاڑا۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ کم از کم چوٹیوں پر، بلندیوں پر تکبیر، اذان بھی دے دیتے ہوں گے یا کم از کم نماز ہی پڑھ کے اس جگہ پر اللہ کا پیغام تو پہنچا ہی دیا ہوگا۔ بہرحال ان کی ایک با مقصد زندگی تھی اور اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے انہوں نے اپنی جان قربان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔

اس ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے فرمایا کہ مختلف شعبہ جات کے ٹارگٹس مقرر کرتے ہوئے ممبران عاملہ کو حقائق کو سامنے رکھنا چاہیے مگر بلند نظر بھی ہونا ضروری ہے۔ حضور انور نے سوئس انصار کو خاص تاکید فرمائی کہ اسلام کی پُرامن تعلیمات کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے کیلئے بھرپور سکیم بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اَور کچھ نہیں تو کم از کم جماعت کا، اسلام کا تعارف اس طرح لوگوں میں کروائیں کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق جو reservations ہیں وہ دور ہو جائیں۔ بہترین پیغام لوگوں کو پہنچے، ان کو سمجھ آ جائے کہ اسلام حقیقت میں کیا چیز ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی ہر آبادی تک جماعتی طور پر تو پہنچنا ہی ہے، انصار اللہ کو بھی چاہیے کہ وہ ایسی سکیم بنائیں کہ ہر شخص تک اسلام کا ایک مختصر تعارف امن اور محبت اور پیار کے حوالے سے پہنچ جائے۔ ہدایت دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن ہمارا کام پیغام پہنچا دینا ہے۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ اس وقت لوگوں کی نفسیات کیا ہے۔ ان کو کس قسم کا لٹریچر چاہیے، اسلام کے متعلق جو ان کے تحفظات ہیں ان کو کس طرح ہم دور کر سکتے ہیں۔ اس کیلئے انصار اللہ کو بھی چاہیے کہ جماعت کے ساتھ بھی مل کے کوشش کریں اور لٹریچر بنائیں اور پھر تقسیم کریں اور سوئٹزرلینڈ کی پچاس فیصد آبادی تک یہ تعارف حاصل ہو جائے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے۔ امن، پیار اور محبت کی تعلیم ہے اور میڈیا میں جو لوگ تم دیکھتے ہو، سنتے ہو وہ غلط ہے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 6 / جولائی 2021ء)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جو غیرت اور محبت اور عشق ہمارے دلوں میں ہونا چاہئے، اسکے مقابلے میں ہر دوسری چیز اور ہر دوسرا رشتہ اور ہر قسم کی غیرت جو بھی ہو، اسکی کوئی حیثیت نہیں ہونی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 / دسمبر 2004ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ماں باپ کے احسانوں کا ایک انسان بدلہ نہیں اتار سکتا لیکن دعا اور حسن سلوک ضروری ہے، اس سے کچھ حد تک آدمی اپنے فرائض کو ادا کر سکتا ہے اور اسی سے بخشش ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 / اکتوبر 2006ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

بے محابا آزادی جو ہے اس کو اسلام نے پسند نہیں کیا، پس اگر مسلمان رہنا ہے، اگر احمدی مسلمان رہنا ہے تو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کہاں ہماری آزادی کی حدود ختم ہوتی ہیں

قرآنِ کریم میں بے شمار احکامات ہیں اور ہر قدم اور زندگی کے ہر پہلو پر احکامات ہیں، وہ سب ہمارے مدّنظر ہونے چاہئیں، قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل کرنا ہی تقویٰ پر چلنے کے قابل بناتا ہے

ایک احمدی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے اور ترقی کیلئے قرآنی احکامات کی تلاش کرے، اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہیں تلاش کرے اور اس کیلئے ایک جدوجہد اور کوشش ہو، آج جماعت احمدیہ کے افراد ہی ہیں، عورت اور مرد، بچے اور جوان اور بوڑھے جو دنیا کی اصلاح اور رہنمائی کر سکتے ہیں

ہر احمدی عورت کو چاہئے اور ہر مرد کو چاہئے، ہر جوان اور ہر بوڑھے کو چاہئے کہ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے کے مطابق قومیں تیار ہو رہی ہیں جو جلد اس سلسلہ میں آملیں گی اور پھر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والی بن جائیں گی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی قرآنِ کریم کے احکامات کو سمجھنے کیلئے بڑا ضروری ہے کیونکہ قرآنِ کریم کی صحیح تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملتی ہے

بجائے اِدھر اُدھر کے چینل دیکھنے کے ایک وقت کم از کم ایسا ضرور رکھیں جب ایم ٹی اے کے خاص پروگرام بھی دیکھا کریں

جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے موقع پر سڈنی میں 5/اکتوبر 2013ء بروز ہفتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ-
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ
نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○
صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

اس اجلاس کی کارروائی کے شروع میں سورۃ الحشر کی جو آیات [الحشر: 19 تا 22] آپ کے سامنے تلاوت کی گئی تھیں، آپ میں سے بعض جانتی ہوں گی کہ نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں سے ایک آیت ان میں شامل ہے، جو اُن میں سے ترتیب کے لحاظ سے آخری آیت ہے اور یہاں تلاوت کردہ آیات میں سے پہلی آیت ہے۔ جیسا کہ اس کا ترجمہ بھی آپ سن چکی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ کا حکم دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اپنے کل پر بھی نظر رکھو۔ تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جو دل میں قائم ہو تو نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا "اگر یہ جڑ رہی، سب کچھ رہا ہے" پہلا مصرع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ترتیب فرمایا کہ

"ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے"

یعنی ہر نیکی کی جڑ تقویٰ ہے اس پر فوراً ہی آپ کو اگلا مصرع الہام ہوا کہ:

"اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"

(درثمین اردو، صفحہ 49، مطبوعہ ربوہ)

انسانی زندگی کا ایک بہت اہم حصہ اور موڑ وہ ہے جب وہ ایک نئی زندگی کا آغاز کرتا ہے۔ جس میں مرد اور عورت، دونوں کا ایک اہم کردار ہے۔ یعنی شادی کا بندھن۔ شادی کا بندھن بھی ایک اہم موقع ہے۔ چاہے وہ دنیا دار کی شادی ہے، کسی بھی مذہب رکھنے والے کی شادی ہو یا لامذہب کی شادی ہو، یا خدا تعالیٰ پر ایمان نہ لانے والے کی شادی ہو۔ ہر ایک کیلئے یہ موقع ایک اہم موقع ہوتا ہے۔ اور خاص طور پر اسلامی تعلیم پر عمل کرنے والے کی شادی کی اہمیت جو ہے، وہ تو دنیا داروں سے بہت مختلف ہے۔ دنیا دار تو شادی کیلئے دنیاوی باتوں کو مدّنظر رکھتا ہے۔ آجکل کے اس مغربی اثر کے معاشرے میں یا نام نہاد آزاد معاشرے میں، گو کہ آسٹریلیا مغرب میں نہیں مگر پھر بھی مغرب کا اثر ہے۔ اُنہی قوموں میں سے یہ لوگ آئے ہوئے ہیں اور ایک آزاد معاشرہ ہے۔ آزادی کے نام پر عجیب عجیب قوانین بنا لئے گئے ہیں۔ شادی سے پہلے ہی آزادی سے ایک میل جول ہوتا ہے، جو آزادی کے نام پر بے حیائی تک پہنچ جاتا ہے۔ جبکہ اسلام اس چیز سے منع فرماتا ہے۔ کسی قسم کی دوستیاں، کسی قسم کے تعلقات اور یہ جو یہاں رسم ہے اس کا اثر بعض دفعہ ہماری بچیوں اور لڑکیوں پر بھی ہوتا ہے کہ understanding نہیں ہو رہی۔ یہ ساری غلط چیزیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ جو نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہتے ہو تو مردوں کو فرمایا نہ تم دولت دیکھو، نہ تم لڑکی کا خاندان دیکھو، نہ تم اُس کی شکل اور خوبصورتی دیکھو۔ ہاں اگر دیکھنا ہے تو دینداری دیکھو کہ لڑکی یا عورت دیندار ہے کہ نہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، حدیث 5090)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہم موقعوں کیلئے جن آیات کا انتخاب فرمایا جیسا کہ میں نے کہا اُس میں نکاح انسانی زندگی کا ایک بہت اہم موقع ہوتا ہے۔ اسکے بندھن کے اعلان میں بھی یہ آیات مسنون ہیں، جن کی تلاوت کروائی جاتی ہے اور جن میں پانچ مرتبہ تقویٰ کا ذکر ہے۔ گویا انسانی زندگی میں مرد اور عورت کا بندھن دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے نہیں بلکہ نیک نسل چلانے کیلئے اور نیک خاندانوں کے قائم کرنے کیلئے ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہے۔

دنیا والے تو دنیاوی باتوں کی خواہش کرتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو دولت نہیں دیکھتے، جو خاندان نہیں دیکھتے، خوبصورتی دیکھتے ہیں۔ بعض خوبصورتی نہیں دیکھتے، بعض اور باتیں اُن کے مدّنظر ہوتی ہیں۔ لیکن دین بہرحال اکثر کسی دنیا دار کے کے مدّنظر نہیں ہوتا۔ لیکن ایک دیندار کیلئے جو حکم ہے کہ تم دین مدّنظر رکھو۔ بے شک ہم کفو ہونے کا بھی ذکر ہے، جس میں بہت سارے پہلو دیکھے جاتے ہیں لیکن ہم کفو میں بھی تقویٰ اور دین پہلی شرط ہونی چاہئے۔

پس یہ چیزیں ہیں تو لڑکیوں کو بھی اور لڑکوں کو بھی اپنے دینی پہلو کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جو تعلیم دی ہے اور بے تحاشا احکامات دیئے ہیں، وہ ہم سے کیا مطالبہ کرتے ہیں۔ ہم سے اللہ تعالیٰ کس طرح اُن احکامات پر عمل کروانا چاہتا ہے۔ یہ چیز دین ہے اور اگر اس پر قائم ہوں گے تو رشتے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر دیرپا ہوتے ہیں اور نہ صرف رشتے دیرپا ہوتے ہیں بلکہ آئندہ نسلیں بھی نیکیوں پر قائم ہونے والی ہوتی ہیں۔ جماعت میں بھی ہر جگہ دنیا میں جو رشتوں میں دراڑیں پڑنے کی تعداد بڑھ رہی ہے، یہاں بھی ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو مذہب سے دُور ہٹے ہوئے لوگوں کی نقل کرتے ہیں۔ آزادی کے نام پر سمجھتے ہیں کہ لوگ بہت آزاد ہیں اور جو چاہے کریں، یہ آزادی ان کا حق ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بعض حدود رکھی ہیں۔ قرآنِ کریم ایک ایسی مکمل کتاب ہے اور ایسا ضابطہ حیات ہے جس میں ہر پہلو کو اللہ تعالیٰ نے کھول کر بیان فرمایا ہے اور اگر اُس پر عمل کیا جائے تو ایک انسانی زندگی گھر کے معاشرے سے لے کر بین الاقوامی سطح تک ایسی امن پسند اور محبت اور پیار سے بھری ہوئی زندگی ہے کہ انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

بہرحال تقویٰ سے دُور ہٹنے کی وجہ سے یہ لوگوں کی نقل بھی شروع ہوئی ہے۔ اگر تقویٰ دل میں ہو تو کبھی یہ دل میں خیال نہ پیدا ہو کہ ان لوگوں کی آزادی جو ہے یہ بہت اعلیٰ چیز ہے اور اس کو ہمیں اپنانا چاہئے۔ آزادیاں ایک حد تک آزادی ہے۔ لیکن آزادی کی حدود ہیں، بے محابا آزادی جو ہے اسکو اسلام نے پسند نہیں کیا۔ پس اگر مسلمان رہنا ہے، اگر احمدی مسلمان رہنا ہے تو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کہاں ہماری آزادی کی حدود ختم ہوتی ہیں۔ اگر ہمارے لڑکے اور لڑکیاں تقویٰ کو معیار بنا لیں، نیکی اور تقویٰ کی شادی کو معیار بنا لیں تو نہ صرف یہ کہ ذاتی اختلافات ختم ہو جائیں گے، ذاتی طور پر خاندانوں میں بھی اور اپنی ذات میں بھی ایک انقلاب پیدا ہو جائے گا، بلکہ جماعتی انقلاب بھی پیدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار احکامات میں یہی فرمایا ہے کہ اِس دنیا کی خواہشات کو اپنی ترجیح نہ سمجھو بلکہ اُس دنیا کی فکر کرو۔

اس آیت میں بھی جو تلاوت کی گئی ہے یہی ذکر ہے کہ اپنے کل کو دیکھو جو ہمیشہ کی دنیا ہے، جس سے

تمہاری عاقبت بھی سنورے گی اور تمہاری نسل کی عاقبت بھی سنورے گی۔ اس بات پر غور کرو کہ وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ (الحشر: 19) کہ ہر جان یہ دیکھے کہ وہ کل کیلئے کیا آگے بھیج رہی ہے؟ اب اس کل کے بھی دو مطلب لئے جاسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس شادی کے بندھن کو احسن رنگ میں قائم کر کے اور اپنے آپ کو تقویٰ کی راہوں پر چلاتے ہوئے تمہارے سے جو نسل پیدا ہونی ہے، اُس کی تربیت کس حد تک اچھی کر رہے ہو؟ تم دنیا کے وارث تو نہیں بنا رہے۔ یہ دیکھو کہ تمہارا مقصد تو دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ پس ایسی نسل پیدا کرو جو دین کی وارث بننے والی ہو۔ ایسی نسل پیدا کرو جو ماں باپ کیلئے دعائیں کرنے والی ہو۔ اُن کے مرنے کے بعد بھی اُن کیلئے دعائیں کرنے والی ہو۔ ان کے درجات کی بلندی کیلئے دعائیں کرنے والی ہو۔ ایسی نسل پیدا کرو، ایسی مائیں بنو جن کے پاؤں کے نیچے جنت ہوتی ہے، جن کے بچے نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانے والے ہوتے ہیں اور پھر یہ بھی کہ اپنے عمل بھی اس طرح رکھو کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی بہترین جزا دے۔ قرآن کے احکامات کو سامنے رکھو اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

جو پہلی آیت یہاں تلاوت کی گئی ہے اس ایک آیت میں ہی دو مرتبہ تقویٰ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ تو جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر تقویٰ ہو تو کبھی مسائل اتنے نہ بڑھیں جتنے اب بڑھ رہے ہیں۔ لڑکے بھی ماحول کے بداثر سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ جب نیک لڑکی کی تلاش میں ہوں گے تو پھر لڑکوں کو خود بھی نیکی کی طرف مائل ہونا ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ لڑکے تو آوارہ گردی میں مبتلا ہوں اور نیک لڑکیوں کی تلاش ہو۔ جب نیک لڑکی کی تلاش ہوگی تو خود بھی تقویٰ پر چلنا ہوگا۔ لڑکیاں بھی جب یہ دیکھیں گی کہ ہمارے رشتوں کی بنیاد نیکیوں پر ہے تو پھر وہ اپنی دنیاوی خواہشات کی بجائے اپنے غیر ضروری فیشنوں کی بجائے، اپنی نیکیوں کی طرف توجہ دیں گی۔ ایک حد تک فیشن بھی جائز ہے، لباس کی خوبصورتی بھی جائز ہے، سنگھار بھی جائز ہے، لیکن جب یہ حد سے زیادہ بڑھ جائے تو یہ پھر تقویٰ سے دُور ہٹا کے لے جاتا ہے۔ تو جب لڑکیوں کو بھی پتہ ہوگا کہ ہمارے رشتوں کے معیار کیا ہیں تو ظاہر ہے وہ نیکیوں پر قائم ہوں گی۔ تو یہ دو طرفہ عمل ہے۔ لڑکیوں کو بھی نیکیوں کی طرف قدم مارنے ہوں گے اور لڑکوں کو بھی۔ اور ان کے ماں باپ کو بھی اس طرف توجہ دینی ہوگی کہ ہمارے بچے ایسے نیک ماحول میں پلیں بڑھیں جہاں تقویٰ سب سے مقدم ہو۔ صرف اجلاسوں اور جلسوں پر یہ عہد دہرا دینا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے کافی نہیں ہوگا، بلکہ اپنی عملی زندگی اس طرح بنانی ہوگی کہ جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی ہو۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ پر یقین بھی ہو اور اُس کے احکامات پر نظر بھی نہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ پر یقین ہے جو سب طاقتوں کا مالک ہے اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ کل پر نظر رکھو، ورنہ تمہارے عمل جو ہیں بے فائدہ ہیں تو پھر کل پر نظر رکھنے کی کوشش بھی کرنی ہوگی۔ مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کی خاطر کئے گئے نیک اعمال ہی بچائیں گے۔ ایسے نیک اعمال جو خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے کئے گئے ہوں۔ پس ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے؟ یا صرف دنیا کے دکھاوے کیلئے۔

کچھ عرصہ ہوا میں نے خطبہ میں ایک لمبی حدیث سنائی تھی۔ اُس میں ہر عمل جو ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے دیکھا، کہیں فرشتوں نے اُس کو روک دیا کہ اللہ کی رضا کی خاطر نہیں تھا اور کہیں خدا تعالیٰ نے روک دیا۔ پس ہر عمل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بنانے کیلئے کوشش کرنی ہوگی اور پھر یہ دعا کرنی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو ہمیں بچا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسانوں کو تو تم دھوکہ دے سکتے ہو، جھگڑوں کی صورت میں اپنے حق میں فیصلے کروا سکتے ہو، لڑکی بھی اپنے ناجائز حقوق چرب زبانی کے ذریعہ سے لے سکتی ہے، لڑکے بھی اپنے ناجائز حقوق چرب زبانی کے ذریعہ سے لے سکتے ہیں، لیکن اگر تقویٰ ہو تو اِلَّا مَا شَآءَ اللہ اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ کبھی یہ نہیں ہوگا کہ ناجائز طور پر حقوق لینے کی کوشش ہو۔ ہاں کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہو تو ہو، ناجائز نہیں ہو سکتا۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے، اُس شخص کو مانا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمانے کا مامور کر کے بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نبی کا درجہ دے کر اس زمانے کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے۔ بندے اور خدا میں جو دُوری واقع ہوگئی ہے، اُسے ختم کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ تقویٰ کے راستوں کی نشاندہی کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ اگر ہم نے اپنی ذمہ داری نہ سمجھی اور دنیا کو اور اس کی جاہ و حشمت کو اور اسکی چکا چوند کو سب کچھ سمجھ لیا تو پھر احمدی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ مخالفین احمدیت سے بھی ہم ماریں کھائیں۔ کیا فائدہ ہے اس کا؟ احمدی ہوئے، احمدیت پر عمل بھی نہ کیا، مخالفین سے ماریں بھی کھائیں، گالیاں بھی سنیں اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی نیکیوں سے ہٹے ہوؤں میں شمار ہوئے۔ آپ میں سے بہت ساری ایسی ہیں جو پاکستان سے اس وجہ سے ہجرت کر کے آئی ہیں کہ وہاں حالات اجازت نہیں دیتے۔ آج حالات احمدیوں کے حق میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ یہاں اس ملک میں آکر یہاں کی حکومتیں آپ کو رہنے کی اجازت دیتی ہیں۔ اس فضل کا شکرانہ یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے تقویٰ میں قدم آگے بڑھائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں، نہ کہ دنیا کی جو جاہ و حشمت ہے اس سے متاثر ہو کر اس میں ڈوب جائیں۔

کل بھی میں نے بتایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں، کس درد سے ہم میں پاک انقلاب پیدا کرنے کیلئے آپ نے ہمیں نصائح فرمائی ہیں؟ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ ہماری جماعت کے لوگ میرے مرید ہو کر مجھے بدنام نہ کریں۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 4، صفحہ 145، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) (ماخوذ از ملفوظات، جلد 5، صفحہ 455، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس دیکھیں کیسا درد ہے۔ ہمیں اپنی حالتوں کے جائزے لینے ہوں گے۔ یہ باتیں جو میں آپ عورتوں کے سامنے کر رہا ہوں، یہ مردوں کے لئے بھی ہیں، وہ بھی سن رہے ہیں، بلکہ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ساری دنیا میں جو بھی سننے کی خواہش رکھتا ہے، وہ سنتا ہے۔

بعض مرد یہ سمجھتے ہیں کہ شاید عورتوں میں ذکر ہو رہا ہے تو ہم بہت نیک ہیں اور ہماری بیویاں ہی خراب ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کا تکبر ہے۔ کیونکہ تکبر جو ہے، یہ بھی تقویٰ سے دوری پیدا کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن میں بھی تقویٰ نہیں ہے۔ ہر ایک کو عاجزی اپنانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح بعض عورتیں مردوں پر الزام لگا دیتی ہیں تو جیسا کہ میں نے پہلے کہا دونوں طرف تقویٰ ہوگا تو کبھی یہ الزام تراشیاں نہیں ہوں گی اور گھریلو زندگیاں پیار اور محبت سے گزرنے والی ہوں گی اور یہی ایک خوبصورت گھرانے کی ایک اچھی نشانی ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات میں، مردوں اور عورتوں میں بھی اور بعض دفعہ دو تین بچے بھی ہو جاتے ہیں، پھر بھی اختلافات بڑھ جاتے ہیں اور طلاقوں تک نوبت آجاتی ہے یا عورتیں بعض مجبوریوں کی وجہ سے خلع لیتی ہیں۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ ناجائز خلع لیتی ہیں۔ بعض مردوں کے ظلم ایسے ہیں کہ خلع بالکل جائز ہوتے ہیں، لیکن بچوں کی خاطر پھر قربانیاں عورتوں کو بھی دینی چاہئیں اور مردوں کو بھی دینی چاہئیں۔ معمولی اختلافات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی طرح نوجوان جوڑے ہیں، وہ بعض دفعہ ابتدا میں ہی رشتے ختم کر دیتے ہیں کہ ہماری understanding نہیں ہوئی۔ یہ بھی غلط طریقہ کار ہے جو یہاں کے ماحول میں مذہب کی دوری کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن ایک احمدی کو، ایک احمدی مسلمان کو جو اپنے آپ کو اس زمانے میں سب سے زیادہ دین کے قریب سمجھتا ہے، اُس میں یہ باتیں پیدا نہیں ہونی چاہئیں۔

اب یہ رشتہ کی ایک مثال میں نے دی ہے، تقویٰ صرف یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ قرآنِ کریم میں جیسا کہ میں نے کہا تھا بے شمار احکامات ہیں اور ہر قدم اور زندگی کے ہر پہلو پر احکامات ہیں۔ وہ سب ہمارے مدّنظر ہونے چاہئیں۔ قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل کرنا ہی تقویٰ پر چلنے کے قابل بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ایسا نہیں کہ جسے کم سمجھا جائے۔ جو احکام قرآنِ کریم میں بیان ہو گئے انسان کو سمجھنا چاہئے کہ اُن پر عمل کرنا اور اُن کو بجا لانا ایک مومن اور ایک مومنہ پر فرض ہے۔ مثلاً نماز کا ایک حکم ہے، عبادت کا حکم ہے تو یہ جس طرح فرض کیا گیا ہے اور جس عمر میں بھی فرض کیا گیا ہے، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس میں کسی قسم کی سستی نہیں ہونی چاہئے۔

عورت گھر کی نگران ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عورت گھر کی نگران ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب المرأۃ راعیۃ فی بیت زوجہا، حدیث 5200)

اگر خود عبادات اور نمازوں کی پابندی ہوگی، خود قرآنِ کریم کی تلاوت کی پابندی ہوگی، خود دین سیکھنے کی طرف توجہ کی پابندی ہوگی تو بچے بھی اس طرف توجہ دیں گے۔ بعض دفعہ بعض عورتیں شکایت کرتی ہیں کہ ہمارے خاوند اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ اگر نہیں دیتے تو اُن کو بھی توجہ دلائیں، یہ بھی آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے اور اگر کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی ذریعہ سے موقع دیکھ کے اُن کو توجہ دلائیں کہ دیکھو کہ تمہارا عمل صرف تمہارے تک محدود نہیں بلکہ تم اگلی نسلوں کو بھی بگاڑ رہے ہو۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہر موقع پر عورت کو اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ اُس نے نہ صرف اپنی ذات کیلئے بلکہ اپنی نسل کیلئے بھی قربانی دے کر دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ہے، اپنی عبادتوں کے معیار حاصل کرنے ہیں۔

پھر عورتوں کے احکامات میں سے ایک حکم پردہ کا ہے۔ یہ کوئی چودہ سو سال پہلے کا حکم نہیں تھا۔ قرآنِ کریم کا حکم ہے جو ایک زندہ کتاب ہے اور آج بھی اسی طرح یہ جاری حکم ہے جس طرح چودہ سو سال پہلے جاری تھا۔ پردہ کا مقصد حیا، عورت اور مرد کا بے جا ملنے جلنے سے بچنا، بدخیالات سے دوری اور تقویٰ پر چلنا ہے۔ پس ہر عورت کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا اُس کا حیا کا معیار وہ ہے جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ کیا بلا وجہ نامحرموں سے ملنا جلنا تو نہیں ہے۔ پھر بدخیالات ہیں۔ نوجوانوں میں بدخیالات میں خاص طور پر آجکل کی فلمیں بہت کردار ادا کر رہی ہیں۔ گو کہ بعض بڑوں کے بارے میں بھی خاص طور پر مردوں کے بارے میں شکایتیں آتی ہیں، اور گھر اسی لئے ٹوٹ رہے ہوتے ہیں کہ انٹرنیٹ پر یا ٹی وی پر بیٹھ کر بیہودہ اور لغو فلمیں دیکھی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے بھی آزادی کے نام پر یہاں بے حیائی عام ہے۔ ایسی فلموں سے کبھی پاک خیالات نہیں ہو سکتے۔ یہ فلمیں بنانے والوں کو یا ٹیلیویژن وغیرہ پر چلانے والوں کو خود بھی یہ خیال ہے کہ یہ گندی چیزیں ہیں۔ اس لئے علاوہ ڈراؤنی فلموں کے ایسی گندی فلموں کے بارے میں بھی یہ لکھا ہوا آتا ہے کہ بچوں کے سامنے نہ دیکھی جائیں۔ یا بعض سائٹس ہیں، اُن پر لکھا ہوا آتا ہے کہ اُن کو بچوں کیلئے لاک (lock) کر دو۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کے نقصانات کا اندازہ ان کو بھی ہے لیکن ایک ظاہری آزادی کے نام پر بے حیائی پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ پھر جس معاشرے میں یہ گند دکھانے کی حالت ہو وہاں تقویٰ کہاں رہ سکتا ہے۔ اس لئے اس

معاشرے میں رہ کر ایک احمدی عورت کو، ایک احمدی بچی کو، ایک احمدی مرد کو اور ایک احمدی جوان کو بہت پھونک پھونک کر قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔

پھر لباس کے فیشن ہیں۔ ہر احمدی عورت اور لڑکی کو یاد رکھنا چاہئے، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، فیشن کریں، ایک حد تک جائز فیشن کریں لیکن بعض ٹائٹ جینز اور بلاؤز پہنتی ہیں یا، اُن کے ساتھ ٹی شرٹ یا پہن لیں گی، تو عورت کے تقدس کو پامال کر رہی ہوتی ہیں۔ ایسا لباس تو گھروں میں مردوں کے سامنے بھی جن سے پردہ نہیں، اُن کے سامنے بھی نہیں پہننا چاہئے، کجا یہ کہ غیر مردوں کے سامنے ایسا لباس پہن کے آیا جائے۔ خاص طور پر نوجوان نسل کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ لباس اور ماحول خیالات پر بد اثر ڈالتے ہیں اور اچھا بھی اثر ڈالتے ہیں۔ جینز پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، کبھی میں نے نہیں روکا، لیکن اس کے ساتھ لمبی قمیص ہونی چاہئے، کم از کم گھٹنوں تک۔ کچھ عرصہ پہلے مجھے یہاں سے کسی نے لکھا تھا کہ آپ یہاں آ رہے ہیں تو آپ کے سامنے بعض ایسی عورتیں بھی آئیں گی جنہوں نے باہر نکلتے ہوئے کبھی سر پر دوپٹہ بھی نہیں رکھا، لیکن بڑے نقاب اور برقعے انہوں نے پہننے کیلئے سلوا لئے ہیں۔ تو اگر صرف اس لئے ہے کہ مجھے دکھانا ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میری تمہارے پر نظر ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (الحشر:19)۔ جو تم عمل کرتے ہو اُس سے مجھے خبر ہے۔ دلوں کو میں جانتا ہوں۔ ہاں اگر یہ خیال ہے کہ اس وجہ سے ہمارا شرم اور حجاب جو ہے وہ ذرا ختم ہو جائے اور ہم برقع پہن کے ایک دفعہ جائیں گے، دو دفعہ جائیں گے، تین دن جائیں گے، دس سامنے دن جائیں گے، تو ہمیں عادت پڑ جائے گی اور ہماری زندگی کا مستقل حصہ بن جائے گا، تو پھر یہ بڑی اچھی بات ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ آپ کا ہر عمل خدا تعالیٰ کیلئے ہونا چاہئے، کسی بندے کیلئے نہیں۔

اگر ایک احمدی لڑکی اور عورت تقویٰ پر چلنا چاہتی ہے تو اپنے لباس کا خیال رکھنا ہوگا، اس کو حیادار بنانا ہو گا، باپردہ بنانا ہوگا۔ ورنہ کوئی بعید نہیں کہ ماحول کا جو اثر ہے، اسے بھی گندگیوں میں کھینچ کے لے جائے۔ اس وقت اتنا وقت نہیں کہ میں قرآنِ کریم کے تمام احکامات کیا، اُن کے کچھ حصوں کا بھی کھول کر بیان کر سکوں۔ بہرحال ایک احمدی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے اور ترقی کیلئے قرآنی احکامات کی تلاش کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہیں تلاش کرے اور اس کیلئے ایک جدوجہد اور کوشش ہو۔

آج جماعت احمدیہ کے افراد ہی ہیں، عورت اور مرد، بچے اور جوان اور بوڑھے جو دنیا کی اصلاح اور رہنمائی کر سکتے ہیں۔ آج احمدی ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق پیدا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احمدی ہیں۔ اگر یہ میں نے چند مثالیں دی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اکثریت ایسی ہے جو نعوذ باللہ دین سے دُور ہٹی ہوئی ہے۔ اکثریت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے لیکن ہمارے اندر معمولی تعداد بھی ایسی ہو جو دین پر نہ چلنے والی ہو تو باقیوں کو بگاڑ سکتی ہے۔ اور پھر فکر اُس وقت بڑھتی ہے جب یہ تعداد آہستہ آہستہ بڑھ بھی رہی ہو۔

پس اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم کہاں تک دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج ہر احمدی کا، ہر اُس احمدی کا فرض ہے جو تقویٰ پر قدم مارنے والا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی پناہ کی راہیں تلاش کرنے والا ہے کہ اُن تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کرے، اُن کو پڑھے اور اُن کو تلاش کرے، جو قرآنِ کریم میں بیان کی گئیں اور جن کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’درحقیقت متقیوں کے واسطے بڑے بڑے وعدے ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ولی ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 279، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اگر اللہ تعالیٰ کو اپنا ولی بنانا ہے تو تقویٰ پر چلنا ہوگا، دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہوگا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت احمدیہ میں بڑے لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نظارے دکھاتا ہے کہ اُن کی دعاؤں کو سنتا بھی ہے اور اُن کی ضرورتیں پوری بھی فرماتا ہے، اُن پر فضل بھی فرماتا ہے۔

پس ہر احمدی مرد اور عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت کا مقصد بندے کو خدا تعالیٰ کے ساتھ جوڑنا بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا کرنا قرار دیا ہے تو ہر احمدی کی ذمہ داری ہے، بلا استثناء، ہر مرد اور عورت کی ذمہ داری ہے کہ اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑے اور اپنے بچوں کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کی کوشش کرے۔ جس معاشرے میں رہ رہی ہیں، اس معاشرے کو بھی ہم نے بدلنا ہے۔ اس میں بھی انقلاب لانا ہے۔ صرف پاکستانی احمدیوں کی یا چند فجین احمدیوں کی جماعت، جماعت احمدیہ نہیں ہے، بلکہ ہمارا مقصد بہت بلند ہے۔ ہم نے اس ملک کو تبلیغ کر کے احمدیت اور حقیقی اسلام میں لانا ہے اور اس کیلئے ہمیں کوشش کرنی ہوگی۔ نہ کہ ان کی جو تعلیم ہے اور ان کی جو روایات ہیں اُن میں بہ جائیں۔ اور یہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک ہم اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق نہ بنائیں۔ تقویٰ پر قدم مارنے والا نہ بنائیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ نے ترقی کرنی ہے، یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اگر ہم نے اس الٰہی تقدیر کا حصہ بننا ہے تو پھر ہر احمدی عورت کو چاہئے اور ہر مرد کو چاہئے، ہر جوان اور ہر بوڑھے کو چاہئے کہ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے کے مطابق قومیں تیار ہو رہی ہیں جو جلد اس سلسلہ میں آ ملیں گی اور پھر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والی بن جائیں گی۔ آپ میں سے اکثریت جو پرانے احمدیوں کی ہے، بلکہ اکثریت کے باپ دادا احمدی ہوئے تھے۔ اگر آپ نے اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق نہ ڈھالا تو دوسرے آ کر آگے نکل جائیں گے۔ پس بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو بڑھانے کیلئے اپنے طور پر بھی لوگوں کی رہنمائی فرماتا ہے۔ میں چند مثالیں آپ کو پیش کر دیتا ہوں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ رہنمائی فرما کر عورتوں اور لڑکیوں کو جماعت احمدیہ میں شامل فرما رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اُن پر ظاہر کر رہا ہے۔ پس یہ جماعت احمدیہ کوئی معمولی جماعت نہیں، اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اس نے بڑھنا ہے اور اس کا بڑھنا اُسی وقت صحیح ہوگا جب اس کا ہر فرد نیکیوں میں آگے بڑھنے والا ہو۔ آج ہر اُس شخص کی جس کی فطرت نیک ہے اللہ تعالیٰ کس طرح رہنمائی فرماتا ہے، چند مثالیں میں نے آپ کے سامنے رکھنے کیلئے نکالی ہیں۔

تیونس کی ایک راضیہ صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں کہ مَیں نے ایک عرصہ صوفی مذہب کے ساتھ گزارا۔ دین سے تعلق اُن کو پہلے بھی تھا، دنیاداری سے متاثر نہیں تھیں۔ نیک فطرت تھیں۔ پھر اچانک ایک روز آپ کا چینل یعنی ایم۔ٹی۔اے مل گیا۔ بعض قابلِ اعتماد لوگوں سے آپ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جماعت کی تکفیر کی۔ اب یہ چینل ایم ٹی اے ہدایت کیلئے ملا۔ غیر تو ہمارا چینل ہدایت کیلئے تلاش کریں اور ہم جو گندے چینل ہیں، اُن پر بیٹھ کے اپنی بے حیائی کے سامان کریں۔ ایسے لوگوں کی کس قدر بدقسمتی ہو گی۔ کہتی ہیں پھر ایک روز میرے کمسن بیٹے نے خواب دیکھی کہ ہم ایک کار میں بیٹھے ہیں جسے مصطفی ثابت صاحب چلا رہے ہیں۔ مجھے سمجھ آ گئی کہ مَیں سیدھے راستے پر ہوں۔ چنانچہ میں جماعت احمدیہ میں شامل ہوگئی۔

پھر مصر کی ایک عزیزہ صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں کہ میری بیعت کی تفصیل یہ ہے کہ 2011ء میں ایک روز ٹی وی کے مختلف چینلز بدل رہی تھی کہ اچانک ایم۔ٹی۔اے پر مصطفی ثابت صاحب کا پروگرام ’’اَجۡوِبَہ عَنِ الۡاِیۡمَان‘‘ چل رہا تھا۔ اسکے بعد ایم ٹی اے دیکھتی رہی اور ’’الحوار المباشر‘‘ بھی پسند آیا جس میں مختلف ادیان کے لوگوں سے گفتگو ہو رہی تھی۔ مَیں بھی باقی لوگوں کی طرح عیسیٰ کے نزول کی منتظر تھی۔ احمدیوں کی اس بارہ میں باتیں تو بہت معقول تھیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے کی بات سمجھنا مشکل تھا اور ایک روز ایم ٹی اے پر ذکر ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کلام بھی کرتا ہے اور اس پر مجھے ایک پرانی خواب یاد آ گئی۔ 2003ء میں رمضان میں ایک روز نماز پڑھنے مسجد گئی تو وہاں عورتوں کے رویّہ سے بیزار ہو کر فیصلہ کیا کہ آئندہ گھر پر ہی نماز پڑھا کروں گی۔

یہاں مَیں ایک وضاحت بھی کر دوں کہ بعض ہماری نئی احمدی جو نَو احمدی ہوتی ہیں، بلکہ بعض فجین بھی مجھے شکایت کرتی ہیں کہ جب وہ مسجد میں آتی ہیں، تو اُن کی جو پاکستانی تعداد زیادہ ہے، وہ اردو میں زیادہ باتیں کرتی ہیں۔ حالانکہ آج کل کی نوجوان لڑکیوں کو انگلش بھی آتی ہے اور اُن کی زبان میں بات کرنی چاہئے۔ جب کوئی غیر بیٹھا ہو تو پھر کوشش یہی کرنی چاہئے کہ اُنہیں کی زبان میں بات ہو۔

بہرحال کہتی ہیں چنانچہ نماز اور دعا کے بعد سو گئی تو خواب میں دیکھا کہ آسمان میں ایک روشن کھڑکی کھلی ہے جس کا رنگ سفید اور شکل بیضوی ہے اور ایک منادی کہہ رہا ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ میں نے سجدہ کیا اور تین دفعہ کہا۔ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ۔ بیدار ہوئی تو بہت خوش اور حیران تھی۔ اللہ کی شفقت اور مہربانی دیکھ کر یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے بہت قریب ہے اور دعا کرنے والوں کی دعا کا جواب دیتا ہے۔ اس خواب کے ایک دن بعد خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آسمان پر اڑتا ہوا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر ✡ یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی ✡ سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✡ مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ✡ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

آیا جس کے بال اور داڑھی سیاہ تھے۔ اُس کے سر سے میزائل نکل رہے تھے اور اوپر جا کر آسمان کو منور کر رہے تھے۔ میں نے اُس کی طرف دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ میں مسیح ہوں۔ میں نے خیال کیا کہ وہ مسیح ناصری ہے اور یہ قربِ قیامت کی نشانی ہے۔ پھر دل میں سوچا کہ عیسیٰ مسیح میرے پاس کیوں آئے ہیں۔ تعبیر الرؤیا کی کتب میں تعبیر دیکھی۔ مگر مجھے خدا کے کسی کے ساتھ کلام کرنے کی تعبیر کہیں نہ ملی۔ لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔ خدا کسی سے کلام نہیں کرتا اور یہ عقیدہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفتِ کلام جو ہے، وہی جب آجکل کے مسلمانوں نے بند کر دی ہے تو انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا کرنا ہے؟ بہر حال کہتی ہیں تاہم مسیح علیہ السلام کو دیکھنے کی یہ تعبیر معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ایسی خواب دیکھنے والے کو حکمت اور نیک اولاد عطا فرمائے گا۔ پھر مجھے ایم ٹی اے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جس کو میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ مسیح موعود علیہ السلام تھے، اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت نصیب فرمائی۔

پھر الجزائر کی بشکیط صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں بیعت سے قبل میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام سے قبل بہت سے انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آج جو انسانیت کی حالت اور جو فساد برپا ہے، وہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوا۔ کیونکہ نہ تو اب اخلاق باقی رہے ہیں اور نہ ہی کوئی اسلام کی صحیح طور پر پیروی کرتا ہے۔ میرے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ کاش اللہ تعالیٰ کسی رسول کو امت کی اصلاح کیلئے مبعوث فرمائے۔ اب یہ دیکھیں ایک طرف بعض ہم میں سے کس طرف جا رہے ہیں اور دوسری طرف غیروں میں سے بعضوں کو دین کی کتنی فکر ہے اور اللہ تعالیٰ پھر اُن کی رہنمائی فرماتا ہے کہتی ہیں کہ ایک دن میرے بھائی عبد العالی بشکیط نے نزول عیسیٰ، جنّ اور نملۃ کی حقیقت کے بارے میں تفصیل سے مجھے آگاہ کیا۔ ان کے یہ خیالات مجھے بہت بھائے اور ان میں ایک کشش محسوس ہوئی۔ پھر میں نے اپنے بھائی کے ٹیبل پر کچھ فائلیں دیکھیں، اُنہیں پڑھ کر تو میں جیسے ایک نہایت خوبصورت دنیا، بلکہ کسی جنت میں پہنچ گئی۔ جیسے جیسے میں ان باتوں کا مطالعہ کرتی گئی، میرا نفس دُھلتا چلا گیا۔ دن کو میں کام پر جاتی لیکن میرا دھیان ان کتب میں اٹکا رہتا۔ پھر میرے بھائی نے مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بتایا اور سمجھایا کہ آپ ہی مسیح موعود بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ دیگر اسلامی جماعتیں جو صرف قتل و فساد کی تعلیم دیتی ہیں، اُن کے طرزِ عمل کے بارے میں مجھے کبھی اطمینان حاصل نہ ہوا تھا۔ اس طرح مولویوں کے چینل بھی مجھے بالکل نہیں بھاتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ ایسا نورانی ہے کہ جسے دیکھ کر انسان پہلی نظر میں گرویدہ ہو جاتا ہے۔ آپ سب سے اتنے الگ اور ممتاز نظر آتے ہیں جیسے اندھیرا اور روشنی۔ میں نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔ کہتی ہیں پھر میں نے استخارہ کیا۔ خواب میں دیکھا۔ کوئی میرے اندر سے بلند آواز میں کہہ رہا ہے کہ یہی مہدی ہیں، یہی امام مہدی ہیں۔ اس آواز کے سبب سے میں ساری رات ٹھیک سے سوئی نہیں اور اپنے آپ سے کہتی رہی کہ میں بیعت کرتی ہوں اور میری طبیعت میں سکون اور اطمینان پھیل جاتا اور مجھے یہ بھی خوف دامنگیر رہا کہ کہیں بیعت سے پہلے مر نہ جاؤں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت کی توفیق دی۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہتی ہوں۔ اور یہ لوگ وہ کرتے بھی ہیں۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی قرآنِ کریم کے احکامات کو سمجھنے کیلئے بڑا ضروری ہے جو ہر بچی کو اگر اردو پڑھنی نہیں آتی تو انگلش میں جو لٹریچر میسر ہے، اُس میں پڑھیں۔ اور جن کو اردو پڑھنی آتی ہے اُس میں پڑھیں، تبھی اپنی اصلاح کر سکتی ہیں۔ کیونکہ قرآنِ کریم کی صحیح تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملتی ہے۔

پھر ایک یمن کی نومبائع احمدی ہیں۔ کہتی ہیں میرے والد ایک عالمِ دین تھے۔ وہ مجھے بتایا کرتے تھے کہ امام مہدی کے ظہور کی جملہ علامات پوری ہو چکی ہیں۔ اگر میری وفات کے بعد امام مہدی ظاہر ہوں تو اُن کی بیعت ضرور کرنا۔ تو مَیں اُن سے پوچھتی کہ وہ کیسے ظاہر ہوگا؟ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ وہ ٹی وی کے ذریعہ سے ظاہر ہوں گے اور اُن کو سارا زمانہ دیکھے گا۔ والد صاحب کی وفات کے بعد میں ایک مرتبہ چینلز بدل کر دیکھ رہی تھی کہ مجھے ایم ٹی اے مل گیا جس کے ذریعہ مجھے امام مہدی کے ظہور کی بشارت ملی۔ مجھے بہت خوشی ہوئی اور جو میرے والد صاحب نے بتایا تھا وہ پورا ہوا۔ میں نے استخارہ کیا، اللہ تعالیٰ نے سیدھا راستہ دکھایا اور میں نے اور میری والدہ نے بیعت کر لی۔

پھر تنزانیہ کی ایک خاتون ہیں۔ اب افریقہ کو لوگ کہتے ہیں کہ اَن پڑھ لوگ ہیں۔ وہاں کی ایک بڑی عمر کی غیر احمدی عورت ہماری مسجد میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کیلئے آئیں اور نمازِ جمعہ کے بعد معلم صاحب کے گھر چلی گئیں۔ وہاں کمرے میں بٹھایا، وہاں دیوار پر جماعت احمدیہ کا کیلنڈر لگا ہوا تھا۔ ایک بڑی تصویر تھی اُس پر عورت نے پوچھا یہ کس کی تصویر ہے؟ کیلنڈر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اور خلفاء کی تصاویر تھیں۔ اُس خاتون نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ یہ کون ہیں؟ جب اُن کو بتایا گیا کہ آپ مسیح موعود اور مہدی امامِ وقت ہیں تو اس عورت نے کہا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کو مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ مجھے اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ اس کے بعد خاتون نے بیعت کر لی۔

پس اگر نیک نیتی سے دعا کی جائے تو صرف یورپ میں ہی نہیں، افریقہ میں بھی اور ایشیا میں بھی اور دُور دراز علاقوں میں بھی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ جو غیر ہیں اگر اُن کی رہنمائی فرما رہا ہے تو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر لیا ہوا ہے اُن کی کس قدر رہنمائی فرمائے گا؟ اُن کو کس قدر توجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے راستوں کی طرف رہنمائی فرمائے گا۔ پس اس کے لئے کوشش کی بھی ضرورت ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں پر ہماری ہر وقت نظر رہنی چاہئے بجائے ادھر اُدھر کے چینل دیکھنے کے ایک وقت کم از کم ایسا ضرور رکھیں جب ایم ٹی اے کے خاص پروگرام بھی دیکھا کریں جو آپ کی تربیت کیلئے بہتر ہوں۔ یہ دنیا ہمارے لئے کُل اثاثہ نہیں ہے۔ یہ دنیا ہی ہمارے لئے سب کچھ نہیں ہے، بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول اگر مقصد ہوگا تو دلوں کی تسلی ہوگی اور نہ صرف اس دنیا میں اطمینان نصیب ہوگا بلکہ اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کی آغوش میں انسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ دنیاوی خواہشات کے بجائے ہم سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی تڑپ رکھنے والے ہوں۔ ہمارے گھر بھی جنت کا نمونہ ہوں اور اخروی زندگی میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

اب دعا کر لیں۔ دعا

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 24 رجنوری 2014ء)

ولادت و درخواست دُعا

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ خدائے عزوجل نے محض اپنے فضل و کرم سے اور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے باعث خاکسار کے بیٹے عزیزم ایشان احمد مربیٔ سلسلہ شعبہ تاریخ احمدیت قادیان کو مؤرخہ 9 ستمبر 2021ء کو نرینہ اولاد کی نعمت سے نوازا ہے۔ بچے کا نام ''ایہان احمد'' ہے۔ نومولود محترم بشیر احمد صاحب مرحوم (تلاکور، ہریانہ) کا پڑپوتا ہے جو حضرت محمد بخش صاحبؓ صحابی کے بیٹے اور حضرت حکیم محمد رمضان صاحبؓ صحابی سکنہ تلاکور کے داماد تھے۔ نومولود محترم اعجاز الحسن صاحب صدر جماعت احمدیہ جھلاواں (اتر پردیش) کا نواسہ ہے۔ ہر دو خاندانوں کیلئے بچے کی ولادت نہایت خوشی کا موقع ہے۔ جملہ قارئین بدر اور بزرگانِ جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ بچے کو نیک، صالح، خادم دین و سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے مفید وجود بنائے اور عمر و صحت میں برکت دے۔ آمین۔ (لطیف احمد، صدر جماعت احمدیہ بٹالہ)

اعلان نکاح

خاکسار کی بیٹی عزیزہ جاذبہ کلیم کا نکاح عزیزم شمائل بن احمد ابن مکرم حافظ مبارک احمد صاحب آف مانچسٹر (برطانیہ) کے ہمراہ مورخہ 16 اپریل 2022ء کو مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی نے بحق مہر 6000 برٹش پاؤنڈ مسجد مبارک قادیان میں پڑھایا۔ رشتہ کے دونوں خاندانوں کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔

(کلیم احمد شاہد، محلہ باب الامن، قادیان)

اعلان نکاح وتقریب رخصتانہ

مورخہ 10 جنوری 2022 بروز سوموار بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب نے خاکسار کی بیٹی عزیزہ نائیلہ اعجاز کا نکاح عزیزم سید نیّر احمد ابن مکرم کے سلیم صاحب (سابق امیر جماعت احمدیہ چنئی) کے ہمراہ ایک لاکھ روپئے حق مہر پر پڑھایا۔ مورخہ 13 مارچ 2022ء کو بعد نماز ظہر بچی کی رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ اس موقع پر مکرم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے دعا کروائی اور بعدہ احباب نے کھانا تناول فرمایا۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (اعجاز احمد ملک، قادیان)

INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

یارسول اللہ ﷺ! اگر مَیں مارا جاؤں تو مَیں تو بس ایک اکیلی جان ہوں لیکن اگر خدانخواستہ آپؐ کو کچھ ہو گیا تو ساری اُمّت کی اُمّت مِٹ جائے گی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 31 دسمبر 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال غارِ ثور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گھبراہٹ کی اصل وجہ کیا تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ غار کے دہانہ پر کھڑے کفارِ مکہ کی باتیں سن کر گھبرا گئے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں پکڑ لیا گیا تو کیا بنے گا، سارا اسلام تو آپؐ ہی کی ذاتِ بابرکات سے تھا۔ اس گھبراہٹ کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا غم نہ کرو ابوبکر! یقیناً ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔

سوال کھوجی نے غار کے منہ پر پہنچ کر کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سراغ رساں نے کہا کہ اللہ کی قسم! جس کی تلاش میں تم لوگ آئے ہو وہ یہاں سے آگے نہیں گیا۔

سوال اُمیہ بن خلف نے کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب کسی نے چاہا کہ غار کے اندر جھانک کر دیکھا جائے تو اُمیّہ بن خَلَف نے تلخ اور بے پروائی کے سے انداز میں کہا کہ یہ جالا اور درخت تو مَیں محمد کی پیدائش سے پہلے یہاں دیکھ رہا ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) تم لوگوں کا دماغ چل گیا ہے وہ یہاں کہاں ہو سکتا ہے۔

سوال قریش مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے پر کیا انعام رکھا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: انہوں نے عام اعلان کیا کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لائے گا اس کو ایک سو اونٹ انعام دیئے جاویں گے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے غار میں داخل ہو جانے کے بعد غار کے منہ پر کیا تغیر ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ بھی روایت آتی ہے کہ غار کے منہ پر جو درخت تھا اس پر آپؐ کے اندر تشریف لے جانے کے بعد مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور عین منہ کے سامنے کی شاخ پر ایک کبوتری نے گھونسلا بنا کر انڈے دے دیئے تھے۔ حضور انور نے فرمایا: مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے خیال میں یہ روایت کمزور ہے لیکن اگر ایسا ہوا ہو تو ہرگز تعجب کی بات نہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تعلق میں کیا فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کیلئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ خدائے تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دے دیئے اور اسی طرح اذنِ الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکہ میں پڑ کر ناکام واپس چلے گئے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو لَا تَحْزَنْ والے فقرہ کے علاوہ اور کیا کہا تھا؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَمَا ظَنُّكَ يَا اَبَابَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا یعنی اے ابوبکرؓ! تم ان دو شخصوں کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

سوال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے رِقت بھری آواز میں کہا: اِنْ قُتِلْتُ فَاَنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَاِنْ قُتِلْتَ اَنْتَ هَلَكَتِ الْاُمَّةُ یعنی یارسول اللہ ﷺ! اگر مَیں مارا جاؤں تو مَیں تو بس ایک اکیلی جان ہوں لیکن اگر خدانخواستہ آپؐ کو کچھ ہو گیا تو ساری امت کی امت مِٹ گئی۔

سوال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کن حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صدق اُس مصیبت کے وقت ظاہر ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ گو بعض کفار کی رائے اخراج کی بھی تھی مگر اصل مقصد اور کثرت رائے آپؐ کے قتل پر تھی۔ ایسی حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صدق اور وفا کا وہ نمونہ دکھلایا جو ابدالآباد تک کیلئے نمونہ رہے گا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہجرت کیلئے حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب کیوں کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس وقت آپؐ کے پاس ستر اسّی صحابہؓ موجود تھے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے مگر ان سب میں سے آپؐ نے اپنی رفاقت کیلئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی انتخاب کیا۔ اس میں کیا سِرّ ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس کا فہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف اور الہام سے بتا دیا کہ اس کام کیلئے سب سے بہتر اور موزوں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔

سوال تین دن غار ثور میں قیام کے دوران کس کو کیا خدمت کی سعادت نصیب ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ کے ہونہار صاحبزادے حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ رات کو غارِ ثور آتے اور دن بھر کی مکّہ کی ساری خبریں دیتے۔ ہدایات لیتے اور علی الصبح اس طور سے مکہ واپس چلے جاتے کہ جیسے رات مکّہ میں ہی بسر کی ہو اور ساتھ ہی عامر بن فُہَیرہ کی ذہانت ہے کہ رات کو دودھ والی بکریوں کا دودھ دینے کے بعد بکریوں کے ریوڑ کو اس طرح واپس لاتے کہ حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ کے قدموں کے نشانوں کو بھی ساتھ ساتھ مٹا دیا جاتا۔

سوال تین دن بعد غار ثور سے مدینہ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت روانہ ہوئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ بخاری کی روایت ہے کہ صبح کے وقت روانہ ہوئے تھے مگر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ ”مؤرخین لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو روانہ ہوئے تھے اور خود بخاری کی ہی ایک دوسری روایت میں اسکی تصدیق پائی جاتی ہے اور قرینِ قیاس بھی یہی ہے کہ آپؐ رات کو روانہ ہوئے ہوں۔“

سوال قافلے کی روانگی کا مختصر نقشہ حضور انور نے کن الفاظ میں کھینچا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹنی جس کا نام قَصْوَا ملتا ہے اس پر سوار ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی اونٹنی پر اپنے ساتھ عامر بن فُہَیرہ کو سوار کیا اور اُرَیْقِط اپنے اونٹ پر سوار ہوا۔ روانہ ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف آخری نظر ڈالی اور حسرت کے الفاظ میں فرمایا: اے مکہ کی بستی! تُو مجھے سب جگہوں سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ اِن لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے۔ اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔“ (سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 240)

سوال سراقہ کے تعاقب کرنے کا واقعہ کن الفاظ میں حضور انور نے بیان فرمایا؟

جواب سراقہ کہتے ہیں کہ منزل پر منزلیں مارتے ہوئے میں جلد ہی اس قافلے کے قریب پہنچ گیا اور ابھی کچھ ہی فاصلے پر تھا کہ میری گھوڑی نے خلاف معمول ٹھوکر کھائی کہ میں اس سے گر پڑا۔ پھر مَیں اٹھ کھڑا ہوا اور مَیں نے فال نکالی اور فال پھر میرے ارادے کے خلاف نکلی مگر میں چاہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لے کر جاؤں اور سو اونٹنیوں کا انعام حاصل کروں۔ کئی مرتبہ اس طرح گھوڑی کے ٹھوکر کھانے کے بعد سراقہ سمجھ گیا کہ اس کا تعاقب غلط ہے۔ سراقہ کہتے ہیں کہ مَیں نے وہیں سے امان کی آواز لگائی اور کہا کہ میری طرف سے آپ لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ مَیں سراقہ ہوں اور آپ لوگوں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر وہ رک گئے۔ سراقہ نے ساری باتیں بتائیں اور عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ ایک دن بادشاہت حاصل کر لیں گے۔ مجھے کوئی عہد و پیمان لکھ دیں کہ اس وقت جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو مجھ سے عزت و احترام سے پیش آیا جائے۔ بعض روایات کے مطابق اس نے امان کی تحریر کے لیے درخواست کی تھی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اس کو وہ تحریر حضرت ابوبکرؓ نے اور ایک روایت کے مطابق عامِر بن فُہَیرہؓ نے لکھ کر دی اور وہ یہ تحریر لے کر واپس آ گیا۔

......☆......☆......☆......

> یہ اللہ کا سب سے پیارا وجود ہے، زمین و آسمان اس کیلئے پیدا کئے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحمت بھیجتا ہے اور اسکے فرشتے بھی
> پس اَے لوگو جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو تمہارا بھی یہ کام ہے کہ اس نبیؐ سے محبت پیدا کرو

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10 دسمبر 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کے آغاز میں کن آیات کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آل عمران کی آیت نمبر 32 اور احزاب کی آیت نمبر 57 کی تلاوت فرمائی اور ان کا ترجمہ پیش فرمایا جو اس طرح سے ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۷﴾ تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور دوسری آیت کا ترجمہ ہے کہ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

سوال پیروی کے قابل نمونہ کس کا ہے؟

جواب حضور انور نے اوّل الذکر آیت کی روشنی میں فرمایا: تمام گزشتہ اور آئندہ نمونے ختم ہو گئے اب اگر کوئی پیروی کے قابل نمونہ ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہم اپنے اندر کس طرح قائم کر سکتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ نمونے اسطرح قائم ہونگے جسطرح ایک سچا عاشق اپنے محبوب کی پسند اور ناپسند کو اپنی پسند اور ناپسند بناتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے جب اسطرح تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو گے تو پھر ہی مَیں تمہارے گناہ بھی بخشونگا اور تمہارے سے محبت کا سلوک بھی کرونگا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی کیسی بابرکت ہستی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ تو اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا وجود ہے۔ زمین و آسمان اس کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحمت بھیجتا ہے اور اسکے فرشتے بھی اسی کام پر لگے ہوئے ہیں کہ اللہ کے اس پیارے نبی پر رحمت بھیجتے رہیں اور دعائیں کرتے رہیں۔ پس اے لوگو جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو تمہارا بھی یہ کام ہے کہ اس نبی سے محبت پیدا کرو۔

سوال قبولیت دُعا کے کون سے تین ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں اوّل اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ دوم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اور تیسرا موہبت الٰہی۔

سوال اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ والی آیت ہماری کیا رہنمائی کرتی ہے؟

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے کسی خود تراشیدہ طرز ریاضت اور مشقت اور جپ تپ سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور قرب الٰہی کا حقدار نہیں بن سکتا۔ انوار و برکات الٰہیہ کسی پر نازل نہیں ہو سکتیں جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کھویا نہ جاوے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں کسی شاعر کا کون سا شعر بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے۔ کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے:

محمدؐ عربی بادشاہِ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی ذات سے محبت کرنے کے متعلق اُمت کو کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اپنے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ سے کس طرح محبت کرو۔ ایک روایت میں آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا جب تک مَیں اسے اپنے والد اور اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

سوال: سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سب سے زیادہ تکلیف کس بات سے ہوتی تھی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھے نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد، اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔

سوال: جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے آقا و مطاع سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہوتا تو آپؑ کی کیا کیفیت ہوتی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ جو آپ کے دوسرے بیٹے تھے فرماتے ہیں کہ یہ خاکسار حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکریہ کیلئے میری زبان میں طاقت نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ میرے دل میں اس شکریہ کے تصور تک کی گنجائش نہیں۔ مَیں نے ایک دن مر کر خدا کو جان دینی ہے مَیں آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلّی نہ آ گئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رُوواں رُوواں اپنے آقا حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا۔''

سوال: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کس قدر پسند تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں ٹہل رہے تھے اور حضرت حسانؓ کا یہ شعر پڑھتے ہوئے زار و قطار روتے جاتے تھے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَآءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے خدا کے پیارے رسول تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے اب تیرے بعد جو چاہے مَرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح روتے دیکھا تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مَیں اس وقت حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔

سوال: ایک ایرانی ایمبیسی کے افسر کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی جو تعلیم اور جو مثالیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قائم کر گئے ہیں ان کا کوئی مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔ آج احمدی کا ہی کام ہے کہ اس کا اظہار کریں اور بتائیں دنیا کو۔ فرمایا: افریقہ کے دَورے کے دوران ایک ملک میں ایک ایرانی ایمبیسی کے افسر آئے ہوئے تھے بہت شریف النفس انسان تھے بعد میں ایئرپورٹ بھی مجھے چھوڑنے آئے اور کافی دیر بیٹھے رہے۔ باتیں ہوتی رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق پر بھی بات ہوئی تو اس حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعر فارسی کا انہیں سنایا کہ

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

تو بڑی دیر تک اس کو دہراتے رہے کہ ایسا شعر تو مَیں نے کبھی سنا ہی نہیں، میں نے کہا ایک شعر اور بھی سن لیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہ شعر بھی ان کو بڑا پسند آیا۔

......☆......☆......☆......

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items
Branch: Aroti Tola Po muluk Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road Po.Bartala, Kolkata-18
Mob: 9647960851 9082768330
طالب دعا: جانِ عالم شیخ
(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

قادیان کے لالہ بڈھامل کی مثال کہ یہ جب آریہ ہوئے تو کیا وید پڑھ کر ہوئے تھے؟

ایک جاہل سے جاہل سناتن دھرم والا جب آریہ بننے کے لئے آتا ہے تو کوئی اس کو نہیں کہتا کہ اوّل چاروں وید پڑھ لے بلکہ اس کا آریہ سماجی بننا غنیمت سمجھتے ہیں خاص کر اگر کوئی دولت مند ساہوکار ہو گو کیسا ہی جاہل ہو تو پھر کیا کہنا ہے ایک شکار ہاتھ آ گیا اس کو کون چھوڑے بھلا بتلایئے آپ کے لالہ بڈھامل صاحب کتنے وید پڑھے ہوئے ہیں جو سناتن دھرم چھوڑ کر آریہ بن گئے۔ ایسا ہی دوسرے لالہ صاحبان جو انہیں کے بھائی بند ہیں اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچیں کہ ان کو وید دانی میں کیا کیا کمالات حاصل ہیں۔ (ایضاً صفحہ 372)

جو وید نہیں جانتا کیا اُسے آریہ سماج سے خارج کر دیا جائیگا؟

اور یہ فیصلہ چاروں وید پڑھنے پر منحصر نہیں ورنہ تبدیل مذہب کا دروازہ ہی بند ہو جائے اور نیز اس صورت میں یہ بھی لازم آتا ہے کہ آریہ سماج والے بجز ایک دو وید دان پنڈتوں کے جو اُن میں ہوں باقی سب ہندوؤں کو سناتن دھرم کی طرف واپس کر دیں اور ان کو ہدایت کر دیں کہ جب تم وید پڑھ کر آؤ گے تب تمہیں آریہ سماج میں داخل کیا جاوے گا پہلے نہیں۔ ہوش مند انسان اس بات کو جلد سمجھ سکتا ہے کہ اگر تبدیل مذہب کے لئے عالم فاضل ہونا ضروری ہے تو ہندوستان کے کروڑہا ہندو عوام الناس جو کچھ علم نہیں رکھتے اور مختلف فرقوں پر تقسیم شدہ ہیں وہ آریہ سماج میں داخل ہونے کے لائق نہیں ہو سکتے جب تک سب کے سب وید دان نہ ہوں اور شاستروں کو سبقاً سبقاً نہ پڑھ لیں۔ (ایضاً صفحہ 372)

تبدیلی مذہب کے لئے صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے

پس سُنو اور خوب کان کھول کر سُنو کہ تبدیل مذہب کیلئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہیں بلکہ سچائی کی تلاش کرنے والے کے لئے مذاہب موجودہ کا باہم مقابلہ کرنے کے وقت اور پھر ان میں سے سچا مذہب شناخت کرنے کے لئے صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ (1) اوّل یہ کہ اس مذہب میں خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے یعنی اس کی توحید اور قدرت اور علم اور کمال اور عظمت اور سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیّت کی نسبت کیا بیان ہے کیونکہ اگر کوئی مذہب خدا کو واحد لاشریک قرار نہیں دیتا اور آسمان کے اجرام یا زمین کے عناصر یا کسی انسان یا اور چیزوں کو خدا جانتا ہے یا خدا کے برابر ٹھہراتا ہے اور ایسی پرستشوں سے منع نہیں کرتا یا خدا کی قدرت کو ناقص خیال کرتا ہے اور جہاں تک امکانِ قدرت ہے وہاں تک قدرت کے سلسلہ کو نہیں پہنچاتا یا اس کے علم کو نا تمام جانتا ہے یا اس کی قدیم عظمت کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہے یا سزا اور رحمت کے قانون میں افراط یا تفریط کی راہ لیتا ہے یا اس کی رحمت عامہ جیسا کہ جسمانی طور پر محیط عالم ہے اس کے برخلاف کسی خاص قوم سے خدا کا خاص تعلق اور رُوحانی نعمت کے وسائل کو مخصوص رکھتا ہے یا الوہیت کے خواص میں سے کسی خاصہ کے برخلاف بیان کرتا ہے تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ (2) دوسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس مذہب میں جس کو وہ پسند کرے اس کے نفس کے بارے میں اور ایسا ہی عام طور پر انسانی چال چلن کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔ کیا کوئی ایسی تعلیم تو نہیں کہ جو انسانی حقوق کے باہمی رشتہ کو توڑتی ہو یا انسان کو دیوثی کی طرف کھینچتی ہو یا دیوّثی امور کو مستلزم ہو اور فطرتی حیا اور شرم کی مخالف ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو کہ جو خدا کے عام قانون قدرت کے مخالف پڑی ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو جس کی پابندی غیر ممکن یا منتج خطرات ہو اور نہ کوئی ضروری تعلیم جو مفاسد کے روکنے کے لئے اہم ہے ترک کی گئی ہو اور نیز یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کیا وہ تعلیم ایسے احکام سکھلاتی ہے یا نہیں کہ جو خدا کو عظیم الشان محسن قرار دے کر بندہ کا رشتۂ محبت اس سے محکم کرتے ہوں اور تاریکی سے نور کی طرف لے جاتے ہوں اور غفلت سے حضور اور یادداشت کی طرف کھینچتے ہوں۔

(3) تیسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مذہب کو پسند کرے جس کا خدا ایک فرضی خدا نہ ہو جو محض قصّوں اور کہانیوں کے سہارے سے مانا گیا ہو اور ایسا نہ ہو کہ صرف ایک مُردہ سے مشابہت رکھتا ہو کیونکہ اگر ایک مذہب کا خدا صرف ایک مُردہ سے مشابہ ہے جس کا قبول کرنا محض اپنی خوش عقیدگی کی وجہ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ اس نے اپنے تئیں آپ ظاہر کیا ہے تو ایسے خدا کا ماننا گویا اس پر احسان کرنا ہے اور جس خدا کی طاقتیں کچھ محسوس نہ ہوں اور اپنے زندہ ہونے کے علامات وہ آپ ظاہر نہ کرے اس پر ایمان لانا بے فائدہ ہے اور ایسا خدا انسان کو پاک زندگی بخش نہیں سکتا اور نہ شبہات کی تاریکی سے باہر نکال سکتا ہے اور ایک مُردہ پرمیشر سے ایک زندہ بیل بہتر ہے جس سے کاشتکاری کر سکتے ہیں۔ پس اگر ایک شخص بے ایمانی اور دنیا پرستی پر جھکا ہوا نہ ہو تو وہ زندہ خدا کو ڈھونڈے گا تا اس کا نفس پاک اور روشن ہو جائے اور کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوگا جس میں زندہ خدا اپنا جلوہ قدرت نہیں دکھلاتا اور اپنے جلال کی بھری ہوئی آواز سے تسلی نہیں بخشتا۔

یہ تین ضروری امر ہیں جو تبدیل مذہب کرنے والے کیلئے قابلِ غور ہیں پس اگر کوئی شخص کسی مذہب کو ان تین معیاروں کے رُو سے دوسرے مذاہب پر فائق اور غالب پاوے تو اُس کا فرض ہوگا کہ ایسے مذہب کو اختیار کرے اور اس قدر تحقیق کے لئے نہ کسی بڑے پنڈت بننے کی حاجت ہے اور نہ کسی بڑے پادری بننے کی ضرورت ہے۔ (ایضاً صفحہ 373)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

وصایا

منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10584: مَیں نائلہ بشریٰ زوجہ مکرم محمود احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 26 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: احمدیہ مشن ہاؤس (جڑ چلہ) ضلع محبوب نگر صوبہ تلنگانہ، مستقل پتا: احمدیہ محلہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/55,000 روپئے وصول شدہ، زیور طلائی: 2 ہار، 3 انگوٹھیاں کل وزن 4.50 تولہ 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمود احمد خان　　الامۃ: نائلہ بشریٰ　　گواہ: طارق احمد

مسل نمبر 10585: مَیں امۃ الشکور حیات زوجہ مکرم خالد احمد حیات صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 45 سال پیدائشی احمدی، ساکن 24 Clare Mead، Farnham(GU104BJ) برطانیہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/جنوری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر دس ہزار پاؤنڈ بصورت پلاٹ 3 کنال بمقام قادیان۔ ایک دوسرا پلاٹ 79 مرلہ جس میں خاکسار کا حصہ 60 مرلہ ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 برٹش پاؤنڈ ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمود علی مرزا　　الامۃ: امۃ الشکور حیات　　گواہ: محمد رفیق

مسل نمبر 10586: مَیں صباح الدین فراز ولد مکرم غلام شفیع الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانگی ملازمت عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن حافظ بابا نگر (بنڈلہ کوکڑہ) ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28/فروری 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: غلام طیب احمد خان　　العبد: صباح الدین فراز　　گواہ: محمد سہیل احمد

مسل نمبر 10587: مَیں مسرور احمد خان ولد مکرم خورشید احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن آسمان گڑھ (دلسکھ نگر) ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28/فروری 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/250 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: غلام طیب احمد خان　　العبد: مسرور احمد خان　　گواہ: محمد سہیل احمد

مسل نمبر 10588: مَیں عادل احمد سہیل ولد مکرم عبد القدیر صاحب جینا، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانگی ملازمت عمر 27 سال پیدائشی احمدی، ساکن جلال کوچہ (شاہ گنج) ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/25,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد غوری　　العبد: عادل احمد سہیل　　گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10589: مَیں محسن الٰہی ولد مکرم عبد الحمید لون صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 31 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: احمدیہ مشن ہاؤس ضلع علی گڑھ صوبہ یوپی، مستقل پتا: دار السلام (کنی پور) ضلع کولگام صوبہ کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18/اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رشید احمد　　العبد: محسن الٰہی　　گواہ: محمد بشارت خان

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5/فروری 2022ء بروز ہفتہ 11:15 بجے صبح اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

(1) مکرمہ ڈاکٹر قمر اعجاز صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری اعجاز احمد وڑائچ صاحب (سربٹن، یو.کے)

27/جنوری 2022ء کو 89 سال کی عُمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت چودھری غلام حسین وڑائچ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (آف لویری والا) کی پوتی اور مکرم چودھری عبد الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ (سابق صدر قضاء بورڈ ربوہ) کی بھابھی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دیندار، بہت ہمدرد، غُرباء کا خیال رکھنے والی اور خلافت کے ساتھ گہری وابستگی رکھنے والی ایک نیک بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی لیکن اپنے خاندان کے بچوں سے ہمیشہ بہت پیار کا سلوک رکھا۔ آپ نے بڑی سادہ اور درویشانہ زندگی گزاری۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک ہمشیرہ (مقیم امریکہ) شامل ہیں۔

(2) مکرمہ سکینہ شاہین صاحبہ اہلیہ مکرم قریشی مبارک احمد صاحب (سابق کارکن دفتر صدر، صدر انجمن احمدیہ ربوہ، حال یو.کے)

29/جنوری 2022ء کو 68 سال کی عُمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ اپنے شوہر کے ساتھ قریباً چھ ماہ قبل پاکستان سے یوکے آئی تھیں۔ آپ کے شوہر کو دفتر صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں 50 سال تک سلسلہ کی خدمت کا موقع ملا۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، پرہیزگار، ملنسار، غریب پرور اور خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق رکھنے والی بہت نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم عبد اللہ چودھری صاحب (چٹاگانگ، بنگلہ دیش)

24/دسمبر 2021ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے کئی سال جماعت چٹاگانگ میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم ایک سادہ مزاج، مخلص، نیک اور باوفا انسان تھے اور خلافت کے ساتھ والہانہ عشق رکھتے تھے۔ خلافت کی ہر تحریک پر لبیک کہتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(2) مکرم عبد اللطیف چودھری صاحب ابن مکرم عبد الرحیم چودھری صاحب (آٹواہ، کینیڈا)

12/جنوری 2022ء کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم ایک اچھے Athlete تھے اور گورنمنٹ کالج لاہور کی Rowing ٹیم کے کپتان بھی رہے۔ آپ ایک Veteran بھی تھے اور دوسری جنگ عظیم میں انڈین ایئر فورس میں خدمات بجالاتے رہے۔ 1957ء میں کینیڈا ہجرت کی۔ اس لحاظ سے آپ کینیڈا کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا گہرا علم رکھتے تھے اور گھر میں ایک بڑی لائبریری بھی بنا رکھی تھی۔ خلافت کے ساتھ پیار محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ عہدیداران اور مربیان کا بہت احترام کرتے تھے۔ کینیڈا میں مانٹریال اور آٹواہ میں صدر جماعت کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں اور چندوں کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد علی خان صاحب (لاہور)

14/اگست 2021ء کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنے والی، باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھنے والی، مہمان نواز اور ایک بااخلاق نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ جماعتی تحریکات کے علاوہ صدقہ وخیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ماجد علی خان صاحب ایک جماعت کے امیر کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں جبکہ ایک پوتے مربی سلسلہ ہیں اور آجکل جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AllCCE-0289/Raj.

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 12 - May - 2022 Issue. 19

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت ابوبکرؓ نے گیارہ مہمات بھجوائی تھیں ان میں سے پہلی مہم

طُلَیحہ بن خُوَیلِدْ ، مالک بن نویرہ، سجاح بنت حارث اور مسیلمہ کذاب وغیرہ باغی مرتدین اور جھوٹے نبیوں کے قلع قمع کیلئے بھیجی گئی تھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 6 رمئی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مہمات بھجوائی تھیں ان کی کچھ تفصیل بیان کرتا ہوں تا کہ اُس وقت کے حالات کی شدت کا کچھ اندازہ ہو۔ آپؓ نے گیارہ مہمات بھجوائی تھیں ان میں سے پہلی مہم طُلَیحہ بن خُوَیلِدْ ، مالک بن نویرہ، سجاح بنت حارث اور مسیلمہ کذاب وغیرہ باغی مرتدین اور جھوٹے نبیوں کے قلع قمع کیلئے بھیجی گئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جھنڈا حضرت خالد بن ولید کے سپرد کیا اور آپ کو حکم دیا کہ طلیحہ بن خویلد کے مقابلے کیلئے جائیں اور اس سے فارغ ہوکر مالک بن نویرہ سے لڑیں۔ جب حضرت ابوبکر نے مرتدین سے جنگ کیلئے حضرت خالد بن ولید کے واسطے جھنڈا باندھا تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خالد بن ولید اللہ کا بہت ہی اچھا بندہ ہے اور ہمارا بھائی ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین کے خلاف سونتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے حضرت خالد بن ولید کو طلیحہ اور عیینہ کی طرف بھیجا۔

طلیحہ اور عیینہ کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: طلیحہ اسدی جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ایک تھا۔ نو ہجری میں اپنی قوم بنو اسد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرلیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی طلیحہ ارتداد کا شکار ہوا اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا، عوام اسکے مرید ہو گئے۔ لوگوں کی گمراہی کا پہلا سبب یہ ہوا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ ایک سفر میں تھا پانی ختم ہو گیا تو لوگوں کو شدید پیاس لگی اس نے لوگوں سے کہا کہ تم میرے گھوڑے پر سوار ہو کر چند میل جاؤ وہاں تمہیں پانی ملے گا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور انہیں پانی مل گیا۔ طلیحہ نے وہ پانی کی جگہ پہلے سے دیکھی ہوگی اور بڑی ہوشیاری سے اس نے ان کو وہاں بھیجا اور جو اَن پڑھ لوگ تھے وہ اس کے فتنہ کا شکار ہو گئے۔ اس کا یہ زعم تھا کہ آسمان سے اس پر وحی آتی ہے اور وہ مسجع اور مقفع عبارتیں بطور وحی کے پیش کیا کرتا تھا۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کاہن لوگ مسجع و مقفع عبارتیں لوگوں کے سامنے پیش کر کے ان پر رعب بٹھاتے تھے۔ طلیحہ بھی کاہن تھا۔ اسکا مسئلہ آہستہ آہستہ زور پکڑ گیا اور اسکی طاقت بڑھ گئی۔ جب خلافت کی باگ ڈور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنبھالی اور باغی مرتدین کو کچلنے کیلئے فوج تیار کی اور قائدین مقرر کئے تو طلیحہ اسدی کی طرف خالد بن ولید کی قیادت میں فوج روانہ کی۔ یہ صرف مرتد نہیں تھے یا صرف نبوت کے دعویدار نہیں تھے بلکہ یہ مسلمانوں سے جنگیں بھی کیا کرتے تھے اور ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کرتے تھے۔

اسکے بعد حضور انور نے عیینہ کے متعلق فرمایا کہ یہ وہی شخص ہے جو غزوہ احزاب کے موقع پر بنو فزارہ کا سردار تھا۔ اس غزوہ کے دوران کفار کے تین لشکروں نے بنو قریظہ سے ملکر مدینہ پر زبردست حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان میں سے ایک لشکر کا سردار عیینہ تھا۔ غزوہ احزاب میں کفار کی شکست کے بعد بھی اس نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر سے باہر نکل کر اسکے حملہ کو روکا اور اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا یہ غزوہ ذی قَرَد کہلاتا ہے۔ عیینہ بن حصن فتح مکہ سے پہلے اسلام لایا اور اس میں شرکت کی۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ مسلمان تھا۔ غزوہ حنین اور طائف میں بھی شرکت کی۔ پھر عہد صدیقی میں باغی مرتدوں کے ساتھ یہ بھی فتنہ ارتداد کا شکار ہو گیا اور طلیحہ کی طرف مائل ہو گیا اور اس کی بیعت کر لی۔ بہر حال پھر بعد میں اسلام کی طرف بھی لوٹ آیا تھا۔

جب عبس اور ذبیان اور ان کے حامی بزاخہ مقام پر جمع ہو گئے تو طلیحہ نے بنو جدیلہ اور غوث کو جو کہ قبیلہ طے کی دو شاخیں تھیں کہلا بھیجا کہ تم فوراً میرے پاس آ جاؤ۔ ان قبائل کے کچھ لوگ فوراً اس کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے اپنی قوم والوں کو بھی ہدایت کی کہ وہ ان سے آ ملیں۔ پس وہ لوگ بھی طلیحہ کے پاس آ گئے۔ حضرت ابوبکر نے حضرت خالد بن ولید کو ذوالقصہ سے روانہ کرنے سے قبل حضرت عدی سے کہا کہ تم اپنی قوم یعنی قبیلہ طے کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ برباد ہو جائیں یعنی جنگ کریں اور برباد ہوں۔ حضرت عدی اپنی قوم کے پاس آئے اور اُنہیں طلیحہ تک پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں روک لیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو خوف دلایا۔ انہوں نے کہا ہم ہرگز ابوبکر کی اطاعت نہیں کریں گے۔ حضرت عدی نے کہا کہ تمہاری جانب ایک ایسا لشکر بڑھا چلا آ رہا ہے جو تم پر ہرگز رحم نہ کرے گا اور قتل و غارت کا بازار اس طرح گرم کرے گا کہ کسی بھی شخص کو امان نہ مل سکے گی۔ میں نے تمہیں سمجھا دیا آگے تم جانو اور تمہارا کام۔ قبیلہ طے کے لوگوں نے عدی کی باتیں سن کر کہا کہ اچھا تم اس حملہ آور لشکر سے جا کر ملو اور اسے ہم پر حملہ کرنے سے روکو یہاں تک کہ ہم اپنے اُن لوگوں کو جو بزاخہ میں طلیحہ سے جا ملے ہیں واپس بلا لیں، ورنہ طلیحہ کو اگر ہمارے اسلام کی بھنک پڑ گئی تو وہ اُنہیں قتل کر دے گا۔

حضرت عدی نے حضرت خالد کو اپنے قبیلے یعنی طے کے دوبارہ اسلام لے آنے کی اطلاع دی۔ ایک مصنف نے لکھا ہے کہ عدی کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو اسلامی فوج میں شمولیت کی دعوت دی۔ بنو طے کی لشکر خالد میں شمولیت دشمن کی پہلی شکست تھی کیونکہ قبیلہ طے کا شمار جزیرہ عرب کے قوی ترین قبائل میں ہوتا تھا۔ پھر حضرت خالد نے یہاں سے جدیلہ کے مقابلے کے خیال سے انسر کی طرف کوچ کیا انسر بھی قبیلہ طے کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ حضرت عدی نے خالد سے کہا کہ قبیلہ طے کی مثال ایک پرندے کی ہے اور قبیلہ جدیلہ قبیلہ طے کے دو بازوؤں میں سے ایک بازو ہے۔ آپ مجھے چند روز کی مہلت دیں شاید اللہ تعالیٰ جدیلہ کو بھی راہ راست پر لے آئے۔ حضرت عدی مسلسل ان سے بات چیت کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت عدی کی بیعت کی اور ان کے اسلام لے آنے کی بشارت حضرت عدی نے حضرت خالد کو آ کر دی اور اس قبیلے کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ مسلمانوں کے پاس آ گئے۔

حضرت خالد بن ولید قبیلہ طے کے قبول اسلام کے بعد طلیحہ اسدی کی طرف روانہ ہوئے۔ بزاخہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو عیینہ نے بنو فزارہ کے سات سو افراد کے ساتھ مل کر طلیحہ کی معیت میں سخت لڑائی کی۔ طلیحہ کو شکست ہوئی اور وہ اپنی بیوی کو لیکر شام کی طرف بھاگ گیا۔ جب اللہ نے بنو فزارہ اور طلیحہ کو بری طرح شکست دی تو بنو عامر اور دیگر قبائل یہ کہتے ہوئے آئے کہ جس دین سے ہم نکلے تھے ہم پھر اسی میں داخل ہوتے ہیں اور ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے جان اور مال کے متعلق اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت خالد نے اسد، غطفان، ہوازن، سلیم اور طے میں سے کسی کی بیعت قبول نہیں کی سوائے اس کے وہ ان تمام لوگوں کو جنہوں نے اپنے یہاں کے مسلمانوں کو آگ میں جلایا تھا اور ان کا مثلہ کیا تھا مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ پس ان تمام قبائل نے ان لوگوں کو حضرت خالد کے سپرد کر دیا تو حضرت خالد نے ان قبائل کی بیعت کو قبول کر لیا اور جن لوگوں نے مسلمانوں پر مظالم کئے تھے انہیں سزا دی۔

حضرت خالد بن ولید نے بنو عامر کے معاملے کا تصفیہ کر کے جب اُن کی بیعت لے لی تو عیینہ کو قید کر کے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں مدینہ بھیج دیا۔ عیینہ بن حصن اس حالت میں مدینہ آیا کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن پر بندھے تھے۔ مدینہ کے لڑکے اسے کھجور کی شاخیں چبھوتے اور کہتے کہ اے اللہ کے دشمن کیا ایمان لانے کے بعد تو کافر ہو گیا تو اس نے کہا بخدا میں آج کے دن تک کبھی اللہ پر ایمان ہی نہیں لایا تھا۔ حضرت ابوبکر نے اس سے درگذر کیا اور اس کی بھی جان بخشی کر دی۔ ایک مصنف لکھتے ہیں کہ عیینہ نے خالص توبہ کا اعلان کیا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت پیش کی اور اسلام لایا پھر اچھی طرح اسلام پر کاربند رہا۔

جھوٹے مدعی نبوت اور باغی طلیحہ اسدی نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسکے بارے میں لکھا ہے کہ طلیحہ اسدی کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ جب اسے اطلاع ملی کہ قبیلہ اسد، غطفان اور بنو عامر مسلمان ہو چکے ہیں تو وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ حضرت ابوبکر کی امارت میں عمرہ کرنے مکہ روانہ ہوا۔ وہ مدینہ کے اطراف سے گزرا تو حضرت ابوبکر سے عرض کیا گیا یہ طلیحہ ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا میں اس کا کیا کروں اس کو چھوڑ دو یقیناً اللہ نے اسے اسلام کی طرف ہدایت دے دی ہے۔ طلیحہ مکہ کی طرف گیا اور عمرہ ادا کیا پھر حضرت عمر کے خلیفہ ہونے کے بعد انکی بیعت کرنے آیا۔ حضرت عمر نے اس سے کہا کہ تم عکاشہ اور ثابت کے قاتل ہو۔ بخدا میں کبھی تم کو پسند نہیں کر سکتا۔ طلیحہ نے کہا اے امیر المؤمنین آپ ان دو شخصوں کا کیا غم کرتے ہیں جن کو اللہ نے میرے ہاتھوں سے عزت دی۔ یعنی وہ شہید ہوئے اور مجھے ان دونوں کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا یعنی آج میں اسلام قبول کر کے اللہ تعالیٰ کا فضل پانے والا بن رہا ہوں۔ حضرت عمر نے اس سے بیعت لی اور کہا اے دھوکے باز تمہاری کہانت میں سے کیا باقی ہے؟ اس نے کہا کہ ایک آدھ پھونک مار لیتا ہوں پھر وہ اپنی قوم کی قیام گاہ کی طرف آیا اور وہیں مقیم رہا۔ عراق کی جنگوں میں طلیحہ نے ایرانیوں کے مقابلے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ مسلمان ہونے کے بعد عراق کی جنگوں میں یہ لڑا اور اچھا لڑا اور جنگ نہاوند میں 21 ھجری میں شہید ہوا۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے مکرمہ صابرہ بیگم صاحبہ اہلیہ رفیق احمد بٹ صاحب آف سیالکوٹ اور مکرمہ ثریا رشید صاحبہ اہلیہ مکرم رشید احمد باجوہ صاحب آف کینیڈا کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad